

ہمارے پروں کی گئی تھی۔ اس کی آنکھیں بڑی جاندار تھیں اور چہرے کی تلاوت بھی بڑی دلکش تھی۔ ویسے انداز میں لباس مردانہ پہن پایا جاتا تھا۔ سارے دور از قد او کی قدر فرما اندام تھی۔ آنکھیں نیم وار ہتی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے کچھ ہی دیر پہلے سوکرا ٹھی ہو..... منکرانہٹ
مردانہ جھلکتی تھی..... دو سروں کی باتیں خاموشی سے سنتی رہنے کی عادی معلوم ہوتی
تھی۔ مرد طاقتور اور سخت گیر لگتے تھے۔ ان کی تلاہزی حالت کسی نمایاں خصوصیت کی
دلیل نہیں تھی۔ بس عام سے آدمی لگتے تھے۔ شہر و کسی قدر بڑا سج بھی تھا.....

جو جگہ کرپاٹے منٹ پر رہنا نے اپنے ساتھیوں کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور اس کہیں کی طرف بڑھ گئے۔ انہیں جیڑا روپہڑا کا لباس پہننا تھا۔

کہن میں پہنچی کر وہ بولی۔ ”ٹھیک چھ بج کر ستائیس منٹ پر ہمیں باہر ہو جانا چاہئے۔۔۔“

”بھارت کی رفتار کے مطابق ہمارے درمیان میلوں کا فاصلہ ہو جائے گا۔“ گیسپر نے کہا۔
 ”ہم کیے بعد دیگرے نہیں بلکہ ایک وقت باہر ہوں گے۔“ زریٹا نے کہا۔

”کس طرح ممکن ہو گا۔“ فیچر نے حیرت سے کہا۔
 ”میں بتاؤں گی۔“ ریتا بولی۔ ”اسی کو ممکن بنانے کے لئے ہم اس خصوصیت ساخت والے

میں سفر کر رہے ہیں۔ ہمارے درمیان صرف اتنا ہی فاصلہ ہو گا کہ... پیراشوٹ ایک
سے الجھنے نہ پائیں۔ بس اب جلدی سے لباس پہن لو۔“

الہاں نے بڑے تیزی سے پیراٹروپڈ کے لباس پہنے۔ اس کے بعد دینا نے اس کی

”اور اس بچہ پر بیٹھ جائیں گے اور حق تعالیٰ انہیں کس لین گے۔“

”اے بچے! لنگ رہی ہیں۔ عقب سے ہمارے شانوں پر آئیں گی اور سینے پر کمر اس بھاتی بچے کی چلی جائیں گی۔“

اللہ میں سچ ہمارے بچے سے نکلنے پائے۔ ”سچیر و نفس کر ہوا۔
 کہی سورت میں حیرا شوٹ ضرور آجہیں میں الجھیں گے۔“ سارہ بولی۔



فرانس کی فضائیہ کا وہ طیارہ تنزانیہ کی حدود میں داخل ہو گیا تھا جو انہیں دارالسلام لے گا تھا۔ لیکن وہ اس سے قطعی لاعلم تھے کہ ان کے پانچ ساتھی راستے ہی میں بھڑاٹھ کے ایک طیارے سے چھانک لگا دیں گے۔ خود ان کا تعلق فوج کے مختلف شعبوں سے تھا۔ مگر وہ پانچوں کے لئے قطعی اجنبی تھے۔ اندازے فوجی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ ان کا تعلق مشرق وسطیٰ کے لئے فرانس کے محکمہ کارخاص "ایس ڈی سی ای" سے تھا۔ لیکن یہ پانچوں وسطی افریقہ سے تھے۔ امور کے اسپیشلسٹ بھی تسلیم کئے جاتے تھے۔

ان پانچوں کے علاوہ دوسرے لوگ اس کانفرنس میں شرکت کرتے جا رہے تھے۔ طاقتوں کے نمائندوں اور مختلف قسم کے باہرین پر مشتمل تھی۔ ایس وی سی ای کے سربراہ اپنے محلے کی آرقاضی برائچ کے ان پانچ ممبروں کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ دوسروں سے الگ حالات کا جائزہ لیں جن کے لئے بڑی طاقتوں نے مختلف ممالک کی وہ کانفرنسوں اور اسلام میں کرنے کی اسکیم بنائی تھی۔

اور یہ پانچوں بھی آپس میں ایک دوسرے کے لئے اُمّی تھے۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک سے کھڑے گھاٹ جہاں میں طلبہ کے گئے تھے اور الین ڈی سی ای کے سربراہان راست ان سے گفتگو کی تھی۔ غالباً یہ پہلا موقع تھا کہ سربراہان نے انہیں نہیں ٹھکرایا اور ان کو کسی سلسلے میں ہدایات دی ہوں۔۔۔۔

یہاں شام ہے آتی تھی۔ سادہ عراق سے طلب کی گئی تھی۔
شعبہ دُوروں سے آیا تھا اور فارگو اسرائیل سے۔ لبنان سے کیسپر آیا تھا اور اس لیے کہ

”تھک کر رہا کرو۔ حیرا شوٹ کھلتے سے قتل ہی ہم ان بچوں سے آزاد ہو جائیں گے اور پھر ہمیں اتنے فاصلوں پر اپہوال دے گی کہ حیرا شوٹ آپس میں نہ الجھنے پائیں۔“

"میرے لئے بالکل نئی چیز ہے۔" گیسبر نے کہا۔

”چا نہیں اور کتنی ہی ایسی حرمت انگیز ایجادات سے ہمارا ساتھ کہیں چلے کر رہتا ہے کہ
”بہر حال اب ہمیں بیٹھ جانا چاہئے۔ تم یہاں بیٹھو۔ تم یہاں اور تم یہاں... تم اور ہم...“

انہیں بھاڑتے کے بعد خود بائیں سرے پر بیٹھ گئی اور حق تعالیٰ پٹیاں کسی جاتے لکھیں
ٹھیک چوبیس گز ستائیس منٹ پر رہنا نے کہیں کی دیوار پر لگا ہوا ایک ٹین دبا دیا تھا۔
لوگوں سمیت فرش میں وحشتی چلی گئی۔ اور پھر دوسرے ٹین لے کر وہ کھلی قضا میں تھے۔ اسی وقت
کے اوپر گزرا گیا تھا۔

اور حفاظتی پٹیاں خود بخود کھلیں اور زبردست جھٹکے کے ساتھ وہ ادم اور کنوگر کے
سے نیچے پانے لگے۔ یہ اثوت کھلتے ہی پھر جھٹکے لگے۔

انہوں نے دیکھا کہ ان پانچوں کے علاوہ کوئی اور چیز بھی غیر اشوت کے ذریعے ہے۔ یہ ان کے لئے حیرت انگیز اور نیا تجربہ تھا۔۔۔۔۔ مخصوص فاصلوں سے وہ زمین پر اتر کے چٹا غیر اشوت وہ بڑا اثری قماصندوق نیچے الیا تھا جس میں ان کا ضروری سامان اور اسلحہ تھا۔ انہوں نے خود کو بڑی بڑی چٹانوں سے گھرنے ہوئے مسطح زمین کے ایک ٹکڑے پر پایا اور چھوٹے چاروں طرف دیکھنے لگے۔۔۔۔۔ اگر یہ سارا اعلیٰ کمپیوٹر کی ہدایت کے مطابق نہ ہوتا تو شاید وہ ان چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو چکے ہوتے۔ خاصی دیر تک وہ گھٹنوں کے بل بیٹھے پیادوں کی طرف دیکھتے رہے پھر رہنا نے کہا۔ ”غیر اشوت لیٹو۔۔۔۔۔ اور یہیں انتظار کرو۔“

”انتظار! کس کا انتظار؟“ سداوچونک کر ہوئی۔

”چیتوں اور تیندوؤں کا...!“ شہر و ہنس کر ہوا۔

سارہ نے اپنی وہی ظاہر کرنے کے لئے شانے سکڑے اور ریتا کی طرف دیکھنے لگی۔
 ”چکیو لوگ اور آکر ہم سے بیٹھی ملیں گے۔“ ریتا نے کہا۔

”موسیٰ و ایم کی دکھائی ہوئی تصاویر میری سمجھ میں تو آئی نہیں۔“ کیسپر بولا۔

”ہم کیا تم کبھی زیرہ لینڈ کے ایجنٹوں سے ٹکرائے ہو؟“ ریتا نے پوچھا۔

”نہیں... صرف تمام سنگتار ہوں۔“

”اسی لئے تم ان قصائد پر یقین نہیں کر سکو گے۔“

”میں اس دھاریہ اور آدمی کو جلد از جلد دیکھنا چاہتی ہوں۔“ سہارو نے کہا۔

یہاں کچھ نہ ہوئی وہ پر تشویش نظروں سے چاروں طرف دیکھے جاری تھی دفعتاً فارگووانے
 "ایس جلد از جلد پھولہ اریاں نصب کر لینی چاہئیں۔"

”میں تم سے متفق نہیں ہوں۔“ رہنا بولی۔ ”بہتر یہی ہو گا کہ ہم ان چٹانوں میں کہیں کوئی کھدائی کر دیں جہاں سے دیکھے نہ جاسکیں۔“

”ٹھیک ہے۔“ شہجہ دیوانہ۔ ”یہاں کھلے میں پھولہ لڑیاں نصب کرنا مناسب نہ ہوگا اور پھر بھی تو نہیں جانتے کہ یہاں کہاں۔“

”اس لئے کوئی عارضی مل جائے تو اچھا ہے۔“ رینا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔

تم دونوں یہیں تھرو۔۔۔ ہم دیکھتے ہیں۔“ شجرہ و بوا۔

وہ سامنے والی چٹانوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ریٹا بہت زیادہ منتظر نظر آرہی تھی۔ اس پہنچتے ہی تھیلے سے چمکدار ستاروں کی ایک جھلاری نکالی اور اسے دائرے کی شکل میں زمین پر ڈالتی۔ گمزی کھول کر جھلاریوں والے دائرے کے وسط میں رکھ دی۔ گمزی کے ڈائریکل سون کی بجائے گول گول نقطے بنے ہوئے تھے۔ سارا بھی اسی کے قریب آ بیٹھی اور بڑے بڑے گمزی کے ڈائریکل کو دیکھنے لگی جس کے دو نقطے ایک ایک روشن ہو گئے تھے۔ ریٹا نے اس کیلکولہدہر اس کے ساتھ ہی گئے تھے۔ ڈائریکل پر ٹھیک اسی طرف کا نقطہ روشن ہوا تھا اور یہ گمزی کے ہاتھ سے والا نقطہ تھا۔

”مگر بھی کسی کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔“ سارا نے دوسرے روشن نقطے کی طرف اشارہ کیا۔

”ہاں ہے تو! ہوشیار رہو۔“ کرینا نے کہا اور سارو نے اپنے تھیلے سے مشینیں پستول نکال لیا جو وہاں فائر کر سکتا تھا۔



اب تک اس طرح چلتے رہیں گے پور میچنسی۔ "جیمسن نے عمران سے کہا۔

”میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے۔“ عمران بڑی معصومیت سے بولا۔

وہ ایک جیب میں سفر کر رہے تھے جس کی باڑی پر دونوں اطراف ”تھکڑا رسیاتی تحقیق“ تحریر تھا۔ جوزف ذرا رنج کر رہا تھا۔ جنمسن اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا اور عمران کچھلی سیٹ پر تھا۔ جوزف اور جنمسن بدستور کچھلے میک آپ میں تھے یعنی جوزف کے چہرے پر ڈرامی تھی اور جنمسن بھی ننگر رہی بنا ہوا تھا لیکن ڈرامی اور مونو نہیں غائب تھیں۔ اور عمران نے تو میک آپ میں ایسا ہی چھوڑ دیا تھا۔ وہی طاقت انگیز مسی شکل اور وہی اوٹ پٹانگ باتیں۔ جوزف اور جنمسن کو علم علم نہیں تھا کہ اب وہ کس پیکر میں ہے اور اس کے لئے کون سا طریق کار اختیار کر رکھا ہے۔

”جب آپ کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے تو ہمیں رک جائیے۔“

”اس سے کیا ہو گا؟“

”ہو سکتا ہے کہ فرشتے ہماری تلاش میں ہوں۔۔۔“

”اچھا تو پھر رک جاؤ۔۔۔“ عمران نے تپا رگی سے کہا۔

”کیا واقعی ہاں۔“ جوزف نے بے حد خوشی ظاہر کرتے ہوئے سوال کیا۔

”ہاں ہاں۔ فرشتوں کا معاملہ ہے۔۔۔“

”اچھا تو تم فرشتوں کا انتظار کرو اور میں تھوڑا سا گناہ کرواؤں۔“

”کیوں بکو اس کر رہا ہے۔“

”بس پوچھنا تو تل ہاں ابدن ٹوٹ رہا ہے۔“ جوزف نے جیب روکتے ہوئے کہا۔ پھر نے سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک سر بند بوس نکالی تھی اور اسے کہہ کر اسے لیے کھو گیا تھا۔

”کسی دن حلق میں پھندا لگ گیا تو جزو آئے گا۔“ جنمسن نے برا سامنا بنا کر کہا۔

”نہ جانے وہ دن کب آئے گا مسٹر۔۔۔ بہت عرصہ سے منتظر ہوں۔“

”اے مرنا ہی چاہتا ہے تو مجھ سے کیوں نہیں کہتا۔“ عمران بول پڑا۔ اس پر جوزف نے لو آنکھ مار کر مسکرایا تھا۔ جب سے اس نے تنزانیہ میں قدم رکھا تھا۔ بیحد خوش مزاج ہو گیا تھا۔ جنمسن تو بعض اوقات تنہا رہ جاتا۔ اسے یقین ہی نہیں آتا تھا کہ یہ وہی جوزف ہے۔ اس کے اپنے عشق کی داستانیں بھی سنانے لگا تھا۔ لیکن عمران کی موجودگی میں محتاط رہتا تھا۔

عمران نے جیب سے ایک نقشہ نکالا اور اسے سیٹ پر پھیلا کر بغور دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اٹھائے بغیر بولا۔ ”پوچھنا ہی سے ایک گھنٹ زیادہ نہیں ورت کروں تو زودوں گا۔“

”ہو چکی ہاں۔“ جوزف گڑبڑا کر بولا۔ ”تو بڑھوں آگے۔“

”جلدی کر۔۔۔“

انجن دوبارہ اسٹارٹ ہوا اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔۔۔ جیب ایک کپے راستے پر چار ہی تھی جس کی دونوں طرف اونچی اونچی جھالوں کے سلسلے تھے۔

”جنمسن۔۔۔“ عمران کچھ دیر بعد بولا۔

”بس پوچھنا ہی۔“

”تم کچھلی رات سوتے میں رو رہے تھے۔“

”ہاں شاید۔ لیکن مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ خواب میں کیا دیکھا تھا۔“

”اپنی شادی ہوتے دیکھ لی ہوگی۔“ جوزف نے کہا۔

”اگرے اے۔“ عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ ”میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں آنے کے بعد سے تو بہت زیادہ بولنے لگا ہے۔ اس سے پہلے تو دوسروں کی باتوں میں دخل اندازی نہیں کرتا تھا۔“

”آئی ایم سوری ہاں۔“ جوزف یک یک بیک بیک رہتا ہوا گیا۔

”کی گولو کامیدان اور کس جانب پڑے گا۔“

”اگر اوپر جانا تھا تو ہم لٹا رہے پر کھل آئے ہیں۔“ جوزف طویل سانس لے کر بولا۔

”پہلے کیوں نہیں بتایا۔“

”کس طرح بتاتا ہاں۔ تم تو بس نقشے ہی دیکھتے رہے ہو۔ مجھ سے کچھ نہیں پوچھتے۔“

”اب پوچھ رہا ہوں۔“

”نہیں میل پیچھے جانا پڑے گا۔۔۔ اگر پہلے ہی بتا دیتا تو۔۔۔“

”اب بتا دیا ہے۔ گاڑی پٹا لے۔۔۔ بکو اس سے فائدہ۔۔۔“

جوزف نے جیب پٹائی اور جنمسن ہنس کر بولا۔ ”بڑی عجیب بات ہے۔ وہاں بڑی بڑی

خاکی کے ٹماکھوں کی مینٹنگ ہو رہی ہے اور ہم یہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔“

”پھر آپ کیا چاہتے تھے جناب والا۔“ عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"میں سمجھا تھا شاید آپ کی شرکت بھی ضروری ہو۔"

"میں کس کیفیت کی مولی ہوں جناب۔"

"اگر نہیں ہیں تو پھر ہم یہاں کیوں پائے جاتے ہیں؟"

"یہاں کی حکومت کے مہمان ہیں۔ اگر اپنا مفاد بھی پیش نظر نہ ہوتا تو اسے میرا بانی کا شرف ہرگز نہ بخشا جاتا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ ہی کی وجہ سے یہ کانفرنس بلائی گئی ہے۔"

"جنرل کیو کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ واقعہ مجھے پیش آیا تھا۔ اور پھر کانفرنس کے سامنے صرف طیاروں کی چابی کا مسئلہ رکھا جائے گا اور نہ وہ بچ جانے والے پائلٹ کی شہادت پیش کی جائے گی۔"

"ان تصاویر کے بارے میں کیا کہا جائیگا جو آپ ہی کے توسط سے جنرل کیو تک پہنچی تھیں۔"

"سپانڈا کے قریب ایک ایسے ہڈیوں کے خنجر کے قریب ملی تھیں جس کا گوشت جانور کے گئے تھے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ہڈیوں کا خنجر بنے بغیر یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔"

"خدا کی پناہ... آپ کی شخصیت اس طرح چہ کی گئی ہے۔"

"چپ... میری کوئی شخصیت نہیں۔ میں ایک بڑی مشین کا صرف ایک پرزہ ہوں۔"

"لیکن میں تو نہیں ہوں کسی مشین کا پرزہ۔"

"خوش فہمی ہے تمہاری۔"

"عالماتین ہی میل کے مسافت طے کرنے کے بعد جوزف نے اسی راستے کی ایک گاڑی گاڑی موڑ دی تھی۔ جس کا رخ شمال کی طرف تھا۔"

"اوہر کیوں جا رہے ہیں باس۔" جوزف نے سوال کیا۔

"باہر کے کچھ مہمانوں کو رہنمائی کرنا ہے۔"

"اس میدان میں... جوزف کے لیے میں حیرت تھی۔"

"کیوں... اس میں کیا دشواری ہو گی۔"

"سب سے پہلی دشواری تو یہ ہو گی کہ اس میدان میں ان کا داخلہ ہی ناممکن ہو گا... ویسے یہاں آ رہے ہوں تو دوسری بات ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"وہ ایسی چٹانوں سے گھرا ہوا ہے کہ گاڑیاں وہاں نہیں پہنچ سکتیں۔ ویسے اگر پہلی کو پٹر سے آ رہے ہوں تو دوسری بات ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ پہلی کو پٹر ہی سے آ رہے ہوں۔"

"لیکن ہمیں یہاں پہنچنا پڑے گا۔" جوزف بولا۔ "گاڑیاں ان چٹانوں کو عبور نہیں کر سکیں گی۔"

"مران کچھ نہ بولا۔"

"ایسا آپ نے میرے پاس کو واپس بھیج دیا...! جیمسن نے پوچھا۔"

"یہاں کی آب و ہوا اسے سوٹ نہیں کر رہی تھی۔" مران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"میں جو لیا تھا فزواڑ بھی کلی سے نظر نہیں آئیں۔"

"وہ اپنا فرسٹ ایئر بکس گھر بھول آئی تھی لینے گئی ہے۔"

"کہاں گئی ہیں؟"

"گھر اور کہاں...؟"

"یہی کہ وہ بھی واپس نہیں گئیں...!"

"یہاں کے پھر بھی اسے پسند نہیں آئے تھے۔"

"تو وہ بھی گئیں۔" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"آپ کو کیا تکلیف ہے؟"

"اوہ میری شریک فم تھیں پور میچٹی۔ میری ڈاڑھی ضائع ہو جانے کا دکھ تھا نہیں۔"

"اگل کی سات پشتوں میں بھی کس نے دکھ کا نام تک نہ سنا ہو گا۔"

"کس۔ میں آپ سے متعلق نہیں ہوں پور میچٹی۔ بڑی دور رسد قانون ہیں۔"

"مران خاموش رہا۔"

"اب اس محل سے اٹھنے کے راستے پر چکولے لٹکی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جوزف نے اس کی طرف نظر نہ کیا۔ اس کی گولہ میدان کا نام سننے ہی اس کی یہ

کیفیت ہو گئی تھی۔ ایسا لگا تھا جیسے کچھ کہنا بھی چاہتا ہو۔

"ہاں۔" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "میری بھی ایک بات سن لو۔"

"ضرور سننا۔"

"کی گولو کے میدان میں تم کس سے ملو گے؟"

"تم دیکھ ہی لو گے۔"

"نہیں۔ مجھے پہلے ہی سے معلوم ہونا چاہیے۔"

"کوئی خاص بات۔"

"خاص بات نہ ہوتی تو اس طرح بات کیوں کرتا۔۔۔ کیونکہ میں تو حکم بجالانے والا

سے ہوں۔"

"فرانچ سکرٹ سروں کے کچھ نمبر ہیں۔"

"کی گولو کے میدان میں؟"

"ہاں وہیں۔۔۔"

"اب یہ بھی بتا دو کہ تمہیں اس کی اطلاع کس سے ملی تھی؟"

"کیوں خواہ مخواہ لوہا مانا جاٹ رہا ہے۔"

"کسی دشمن نے تمہیں کی گولو میدان کی طرف بھیجا ہے۔"

"اور تو مجھے کیا سمجھتا ہے۔"

"نہیں ہاں۔ خدا کے لئے اس معاملے میں سنجیدگی اختیار کرو۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ

سکرٹ سروں والوں نے ملاقات کے لئے خود ہی وہ جگہ منتخب کی ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ وہیں ان سے رابطہ قائم کروں۔"

"شائد پھر کوئی مسوہام پر مسلط ہو گیا ہے۔" جوزف طویل سانس لے کر بولا۔

"جزل کیو۔ ڈیر ولینڈ کا ایجنٹ نہیں ہو سکتا۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں ہاں کہ یہاں سب کچھ ممکن ہے۔"

"تو یہ کوہنا چاہتا ہے کہ ہم پھر کسی دشمن کی مین پڑنے والے ہیں۔"

"یقیناً کرنا ہاں۔ میں نے جب سے یہاں قدم رکھا ہے مجھے یہی محسوس ہو رہا ہے۔"

ہر ملک نہ ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر فرد میں کوئی شہیت روح طول کر گئی ہو۔"

"انگریزوں کے دور کے لوگ تھے اب کہاں نظر آئیں گے۔ اسی لئے تو ادبیت محسوس کر

رہا ہے۔ نفسیاتی اثر ہے۔"

"انگریزوں کے دور میں بھی کوئی اس میدان میں قدم رکھنے کی ہرات نہیں کر سکتا تھا۔

مسلو پاس اور اس کے بھائی گزالی کی رو میں اب بھی اس میدان پر حکومت کرتی ہیں۔"

"میرے بچپن ہی بھاگ کھڑی ہوں گی۔۔۔ تم نے شاید چاکا کے بیٹوں کا نام لیا تھا۔"

"ہاں ہاں تم تو جانتے ہی ہو۔ لیکن گزالی چاکا کا بیٹا نہیں تھا۔ مسلو پاس کا دوہ شریک بھائی

تھا۔ دونوں نے اپنے بھتیجیوں سمیت اسی میدان میں پناہ لی تھی۔ چاکا کی شکست کے بعد۔۔۔ اور

اسکی صاحب ہو گئے تھے۔"

"سینکڑوں سال پہلے کی بات ہے۔" عمران نے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ "مجھے اس

میدان کے خطرناک ہونے کا کوئی محسوس ثبوت چاہیے۔ بدروہوں اور شیاطین کی بات نہ کر۔"

"کیا میں گاڑی روک دوں ہاں؟"

"محسوس ثبوت پیش کرنے کے لئے۔" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہاں ہاں۔۔۔"

"چل روک دے تو بھی کیا پاؤ کرے گا۔"

جوزف گاڑی روک کر عمران کی طرف مڑا اور عمران نے اطمینان سے اس میں چپکا کر

دھڑک چڑھ کر کچھ سوچنا رہا پھر بولا۔ "میرے ملک میں بھی اب تہذیب کی روشنی پھیل رہی

ہے۔ ادھام پرستی کی جڑیں بھی کافی جا رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے جزل کیو نے بھی ان داستانوں کو اب

مسلحہ کر دیا ہو جو اس میدان سے منسوب رہی ہیں۔ اسی بنا پر اس نے تمہیں ایسا کوئی مشورہ بھی دیا

میرا یہ خیال غلط بھی ہو سکتا ہے کہ برہانے دشمنی تمہیں وہاں بھیجا جا رہا ہو۔"

"تمہید ختم ہو گئی یا نہیں۔" عمران اسے گھونر دکھا کر بولا۔

"تمہید کے بغیر تم نہیں سمجھ سکو گے ہاں۔ افریقہ کے باشندے تہذیب یافتہ ہوتے جا رہے

ہیں۔ لیکن جن ممالک سے انہوں نے یہ روشنی حاصل کی ہے کیا وہاں بھی یہی تہذیبیت پسند لوگ

پائے جاتے۔ کیا یورپ میں آج ویج کرافٹ موجود نہیں ہے۔ کیا وہاں اس کے نام پر انسانی

خون کے نذرانے نہیں دیے جاتے۔

”میں سمجھ گیا... آگے چلو...“

”اس میدان میں زولو قربان کی ایک قدیم قربان گاہ واقع ہے اور وہ آج بھی چوری چھپا وہاں انسانی خون کی بیسٹ پڑھاتے ہیں۔ ابھی تک اس مخصوص جگہ کا پتہ نہیں چل سکا جہاں پر ریم ادا کی جاتی ہے۔ انہی چٹانوں میں کہیں پوشیدہ ہے کچھ لوگ اسے ایک بھولی بھری کہانی سمجھتے ہیں اور کچھ اس پر یقین رکھتے ہیں کہ اب بھی وہاں قربانی کے نام پر انسانی گردنیں کٹ جاتی ہیں۔“

”کیا انگریزوں کے... دور میں اس قربان گاہ کا پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی گئی؟“

”کیوں نہیں۔ وہ بھی تھک ہار کر بیٹھ رہے تھے۔“

”جب تو ہمیں جگہ کرنی چاہئے۔ کہیں وہ لوگ کچھ کسی دشواری میں نہ پڑ جائیں۔“ عمران نے کہا۔ ”گھڑی اشارت کرو۔ اگر تم دونوں ان چٹانوں کو عبور نہ کرنا چاہو گے تو تمہیں عبور ہی نہیں کیا جائے گا۔“

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو ہاس۔“ جوزف تنو لہجے میں بولا۔ ”سب سے آگے میں رہوں گا۔“

”لغت ہے مجھ پر اگر میں تمہیں وہاں چھوڑ جائے دوں۔“

”جیسن اس دوان میں ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا۔“

”تمہارا کیا خیال ہے؟“ عمران نے اسے پوچھا۔

”میں نے کبھی کوئی زولو قربان گاہ نہیں دیکھی آج وہ بھی دیکھ لوں گا۔“ جیسن نے کہا۔

وانت نکال دیئے۔

جوزف نے انہی اشارت کیا ہی تھا کہ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”ظہر جائز انجن بند کرو۔“

جوزف انجن آف کر کے پھر عمران کی طرف مڑا۔ وہ تھیلے سے سفری ٹرانسمیٹر نکال دیا۔

”ذرا میں جزل کیو سے بھی دو باتیں کر لوں۔“ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

”ہیلو... فی سکسی ایٹ... ہیلو۔ اور یو ایم کالنگ... سکسی ایٹ...“

کالنگ۔

تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے جواب ملا تھا اور عمران نے کہا تھا کہ اسے جزل کیو

دیا جائے۔

جزل کیو سے رابطہ ہونے میں بھی کچھ دیر لگی تھی۔

”او زیہ ایم سر۔“ عمران بولا۔ ”میں کی گولو کے میدان کی طرف جا رہا ہوں اور۔“

”کیوں اور کھڑکیوں جا رہے ہو۔“

”آپ کی ہدایت کے مطابق ان لوگوں سے وہیں تو ملاقات ہوتی تھی۔ اور۔“

”کن لوگوں سے...؟“

”ایس ڈی سی ای۔ آر فائو۔ اور۔“

”میں نے وہ جگہ منتخب نہیں کی...؟“ جزل کی آواز آئی۔

”تو پھر آپ کے سیکرٹری نے کی ہو کی کیونکہ مجھے اسی کے ذریعے آپ کا پیغام ملا تھا۔“

”لیکن اس نے مجھے جگہ کے بارے میں نہیں بتایا۔“ جزل کی آواز آئی۔

”بہر حال... وہ لوگ وہاں پہنچ چکے ہوں گے اور...؟“

”اگر احتیاط رہا اس کی شہرت اچھی نہیں ہے... میں معلوم کروں گا کہ وہی جگہ کیوں منتخب

کیا ہے...؟“ جزل کی آواز آئی۔

”اس کا مطلب ہوا کہ آپ وہ جگہ اس کام کے لئے منتخب نہ کرتے۔ اور...؟“

”تمہارا خیال درست ہے۔“

”میری فرمت میں اپنے سیکرٹری کو حراست میں لے لیجئے۔ اور...؟“

”میں دیکھ لوں گا۔ لیکن تم جگہ محتاط رہنا۔ اور ایڈ آف۔“

عمران نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

اور ف نے سب کچھ سنا تھا لیکن کچھ بولا نہیں تھا۔ جیسن نے پوچھا۔ ”تینے افراد وہاں پہنچے

”ایک افراد... تین مرد اور دو عورتیں...؟“

”عورتیں بھی...؟“ جیسن اچھل پڑا۔ ”اور ٹرانسیسی عورتیں۔ اور باقی کالنگ۔ جلد ہی کیجئے۔“

کالنگ...؟

"کیوں بھائی۔ کون سا قصور سرزد ہوا ہے مجھ سے۔" جنمسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کسی مہم پر روانہ ہونے سے قبل اس جنمسن جانور کا نام نہیں لیا کرتے۔"

"آگے بڑھ خدا کے بندے۔۔۔" عمران بے بسی سے بولا۔

راستہ دشوار گزار ثابت ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے کسی جگہ پر نکلتے تھے۔ جنمسن تو وہاں پہنچا ہو جاتا۔ دفعتاً جوزف نے بہت اونچی آواز میں گانا شروع کر دیا۔ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر پہلے اسے دیکھا پھر جنمسن کی طرف دیکھنے لگا۔ جنمسن نے شانے سکڑے تھے۔

لیکن وہ اپنی مادری زبان میں تو نہیں گارہا تھا۔ عمران کو سنا علی آتی تھی۔ جنمسن شانہ کی کہنے والا تھا لیکن عمران نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

خاصی جدوجہد کے بعد وہ اوپر پہنچ سکے اور اب یہاں سے نیچے اترنے کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کرنی تھی۔ جوزف اب بھی اسی طرح گانے جا رہا تھا اور ان دونوں میں سے کسی طرف بھی متوجہ نہیں تھا۔

"آخر پتھر کیا ہے؟" جنمسن نے سرگوشی کی۔

"شانہ پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔" عمران بڑی مصومیت سے بولا۔

"نہیں اس کا دماغ تو نہیں پھل گیا ہے؟"

"وہاں اس کے حق میں۔۔۔ فضول باتوں میں کیا رکھا ہے۔"

جوزف ہی نے دوسری جانب نیچے اترنے کے لئے ایک جگہ منتخب کی تھی اور اس کی طرف توجہ دینے بغیر چل پڑا تھا۔ عمران بڑے غور سے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیتا ہوا نیچے اتر رہا تھا۔ وہ دیکھنے۔۔۔ اور۔۔۔ جنمسن ایک طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "وہ پتھروں کے ڈھیر معلوم ہوتے۔"

اس نے میدان میں ایک جانب اشارہ کیا تھا۔ عمران رک کر اوہری متوجہ ہو گیا۔ دور زمین نکالی اور اسے آنکھوں کے سامنے لاتے ہی بولا۔ "اوہو تو وہ پہنچ گئے ہیں۔" ہونے پر اسٹوٹ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور سلمان بھی ہے۔ لیکن وہ۔۔۔ ہیں؟"

جنمسن نے بھی اس کے ہاتھ سے دور زمین لے کر ان اشیاء کا جائزہ لیا۔ لیکن وہ۔۔۔

طرح رک نہیں تھا۔ بدستور گانا ہوا نیچے اتر رہا تھا۔

"شانہ! اس کے دماغ کے کیڑے بھی یہ دور زمین دکھا سکتی۔" جنمسن بولا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ چلو آگے بڑھو۔" عمران اس سے دور زمین لیتا ہوا بولا۔

"بہت بہتر جناب! لیکن مجھے اس پر ترس آ رہا ہے۔ پاگل ہونا تھا تو وہاں ہو جاتا۔ آخر اپنے دل پہنچ کر کیوں پاگل ہوا؟"

"کیا ہم اسی مسئلے پر غور کرنے کے لئے یہاں اکٹھا ہوئے ہیں؟" عمران نے خفیلے لہجے میں کہا۔ "خاموشی سے چلو۔"

وہ نیچے بھی پہنچ گئے۔ لیکن وہ پانچ افراد کیسے نظروں آئے جن کا سلمان وہاں پہنچا ہوا تھا۔ جوزف نے اب خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اور کسی جھکاری کتے کی طرح چوکنہ ہو کر چاروں طرف نظریں دوڑا رہا تھا۔

"یہ تو ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ یہاں پہنچ چکے ہیں۔" عمران بولا۔

"اب کہیں اور پہنچے ہوں گے یاں۔" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "انہیں یہاں لانے کا مشورہ نہیں بلکہ خود کشتی کا مشورہ دیا گیا تھا۔"

"کچھ بھی ہوا ہو۔۔۔ یہاں سے اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا جب تک ان کا سراغ مل جائے۔" عمران فیصلہ کن لہجے میں بولا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں یاں۔"

"ایک ایک تم پر گانے کا دورہ کیوں پڑا تھا؟" جنمسن پوچھ بیٹھا۔

"وہ منور زبان میں موت کا گیت تھا۔"

"تو کیا جنمسن یقین ہے کہ یہاں سے واپس نہ جاسکو گے۔"

"میں ایسا حکم لگانے والا کون ہوتا ہوں۔ زندگی اور موت دونوں لو پر والے کے اختیار میں ہیں۔" عمران وہ گیت کیوں گارہے تھے؟ جنمسن نے سوال کیا۔

"کہہ قہریم سے یہ گیت قربان گاہوں پر گایا جاتا ہے۔ اگر کوئی رولو اس دوران میں نظر آ گیا تو اسے موت کا قص کرتے بھی دیکھ سکو گے۔"

"کہا قہریم" گیت ہمیں نہیں بلکہ انہیں لوگوں کو سنارہے تھے جن سے سابقہ پڑنے والا ہے۔"

"یہی سمجھ لو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ سامنے نہیں آئیں گے۔"

"اور ہم تمہارے اسی گیت کی وجہ سے محفوظ رہیں گے۔"

"چلو تم سمجھو تو۔۔۔" جوزف پچھلی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

اس دوران میں عمران اس بلے سے صندوق کو کھول کر اس کا جائزہ لیتا رہا تھا جو انہیں پیرا شوں کے قریب پڑا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے صندوق کا دھکن بند کر دیا اور جوزف کی طرف مڑ کر بولا۔ "جانتے ہو انہیں لوگوں کا سامان ہے۔ لیکن آخر۔۔۔"

"خاموشی پاس۔" جوزف آہستہ سے بولا۔ "میں شہر کی بوسہ نکھ رہا ہوں۔ لیکن نہ اگلے گھنٹے بات کرنے دیتا پاس۔ ورنہ یہاں سے لھنا مشکل ہو جائے گا۔"

"واپسی ویسے بھی ناممکن ہوگی مسٹر جوزف گونڈا۔۔۔" عمران نے سر اٹھتے ہوئے کہا۔

"تک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟"

"میں اس قربان گاہ کو ضرور تلاش کروں گا جس کا سراغ انگریزوں کو بھی نہیں ملا تھا۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ لیکن جنمسن کے پتلے پتلے چہرے پر اس طرح کپکپانے لگے تھے جیسے جذبے کے اعتبار کو روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔

دفتر عمران تیزی سے ایک جانب بڑھا اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

جنمسن نے بھی اس کے قریب پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ لیکن جوزف جہاں تھا کھڑا رہا۔

جنمسن نے دیکھا کہ چند تاروں کی ایک جھار کے درمیان رکھی ہوئی ایک دستہ عمران کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔۔۔ جنمسن بھی بالکل اسی کے سے انداز میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور جب تک کہ اسے دیکھنے لگا۔

"کیا یہ کوئی نوٹ کا ہے پور میٹھی؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں یہ ہمیشہ ڈیکٹر ہے۔ فرانس کی سیکرٹ سروس والوں کی ایجاد۔۔۔ شائد انہیں

ہو گیا تھا کہ وہ گھبرے جا رہے ہیں۔ ورنہ اسے کیوں استعمال کرتے۔"

"اور شائد پھر اسے اٹھا لینے کا بھی موقع نہیں مل سکا تھا بھائیوں کو۔۔۔"

ان کا کیا حشر ہوا ہو۔۔۔ جنمسن غصہ سی سانس لے کر بولا۔

عمران نے جوزف کو آواز دی۔ وہ فوری انداز میں ایزبیل پر گھوما اور پے تلے قدم اٹھاتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔

"اوجھر دیکھ۔۔۔" عمران نے ڈیکٹر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"دیکھ رہا ہوں پاس لیکن یہ ہے کیا؟"

"خاموشی ڈیکٹر۔۔۔ ان لوگوں نے اسے استعمال کیا تھا لیکن پھر اسے اٹھانا بھی نصیب نہیں

ہو سکا۔۔۔"

"ان لوگوں سے سابقہ پڑا ہے وہ ایسے ہی ہیں پاس انجلی کی سی سرعت سے اپنا کام کرتے ہیں۔"

"تک اوجھر دیکھ۔۔۔ یہ تین کے ہتھوں کی جگہ کا نقطہ ہے۔۔۔ صرف یہی نقطہ روشن نظر

آتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اسی کی سیدھ میں یا اس کے اوجھر اوجھر کے تھیں تھیں وہ ہے

انہی کے اندر کوئی موجود ہے۔"

"تو یہ اٹھتا ہوا پاس کہ سمت کا پتہ چل گیا۔" جوزف خوش ہو کر بولا۔

"اٹھتا ہوا؟" جنمسن اسے گھورتا ہوا بولا۔ "ہے ہمت اس سمت جانے کی؟"

"لیکن بھائی! میں بہت بڑا ہوں۔۔۔ تم اپنی فکر کرو۔" جوزف نے یہ کہہ کر پھر گنا شروع

کر دیا۔

"اللہ کے نام پر بھائی۔" جنمسن نے کہا اور جس پڑا عمران نے سمت کا تعین کر کے ڈیکٹر

کی طرف اشارہ کیا۔ تاروں والی جھار تھ کر کے جیب میں رکھ لی۔

جوزف کا تار ہوا آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھنے لگا جہاں ڈیکٹر نے اشارہ کیا تھا۔ جنمسن اس

کا ہاتھ پکڑ کر عمران اس سے کسی قدر فاصلے سے چل رہا تھا۔ دراصل اپنے عقب میں بھی نظر

رکھتا تھا۔ اسی طور پر ڈیکٹر بھی پرانے ہاتھ لگایا اس کے سران سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔

"جوزف چلتے چلتے رک کر عمران کی طرف مڑا اور بولا۔" مجھے تمہاری جانے دو

کہ ان لوگوں میں سے کون ہے۔۔۔ اور اجازت دو تو میں یہ اپنا ڈیڑھی والا مالک اتار کر اصلی شکل

دیکھوں۔"

"کیا ہو گا؟"

"نہ جانے کیوں رہ رہ کر خیال آ رہا ہے کہ میں یہ ماسک اتار دوں۔ مجھے ان کے سامنے
یہ شکل میں جانا چاہیے۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا.... جو دل چاہے کرو.... لیکن میں یہاں رک کر کیا کروں گا؟
بنو زبان نہیں آتی۔ اگر کسی نے میری عدم موجودگی میں مزاج پر ہی کی تو جواب کیسے دوں گا؟
"اچھا تو پھر چلو۔" جوزف بے بسی سے بولا۔ "لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ یہ لوگ بھی عام
بنو نہیں بول سکتے۔ یہ سارے گیت تو مقدس سمجھے جاتے ہیں اور من و عن یاد کرنے کے
بالکل اسی طرح جیسے تمہارے ملک کی اکثریت عربی نہیں سمجھ سکتی لیکن مقدس کتاب کی
اسے زبانی یاد ہیں۔"

"میں سمجھ گیا۔ تو یہ سوا حلی ہی بولتے ہیں۔"

"اور کیا باس اتم یہاں ٹھہرنا چاہو تو ٹھہر جاؤ۔"

"نہیں۔ تینوں ساتھ ہی رہیں گے۔ آخر تو یہ کیوں چاہتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ نہ
"کچھ نہیں باس۔ یہ بہر حال میرا وطن ہے معلوم نہیں وہاں ان چٹانوں میں تمہیں کون
مسئلہ فیز جیزس نظر آئیں اور مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے۔"

جیمسن ہنس پڑا۔ لیکن عمران جلدی سے بولا۔ "مجھے اپنے یہاں کی بھی بہتری پڑی
خیر لگتی ہیں۔ نئے لوگوں کو پرانی چیزیں ہمیشہ سے مسئلہ خیر لگتی چلی آئی ہیں۔ کوئی
نہیں۔"

"تب تو ٹھیک ہے باس! ضرور چلو.... لیکن میں یہ ماسک اتار رہا ہوں۔"

وہ پھر چل پڑے اور جیمسن نے عمران سے کہا۔ "ہم اسی روشن نقطے کی سیدھ میں
ہیں لیکن آپ نے اس نقطے کے لاکھ اور تہیں تہیں درجے کے زلایوں کی بات کی
اس طرح تو اوپر پہنچ کر ہمیں خاصے بڑے رقبے کی چھان بین کرنی پڑے گی۔"
"ہاں.... یہ بات تو ہے اوپر کسی مناسب جگہ پہنچ کر دوبارہ دیکھنا استعمال کروں گا
"کیا کھائی پر بندھے ہوئے پر کار آمد نہیں رہتا۔"

"میری دشواری ہے کسی مسلح جگہ پر اسی جہاز کے دائرے میں کار آمد ہوتا ہے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ جہاز اس سے پیچھے ہی پیچھے رہی۔"

"نہیں جہاز سے مسئلہ ایک بار ایک سا جہاز اس کی چابی سے بندھا ہوا تھا۔"

"بڑی عجیب ایجاد ہے۔"

"یہ لوگ اپنے کاموں میں آسانیوں پیدا کرنے کیلئے اس قسم کی ایجادات کرتے ہی رہتے ہیں۔"

"لیکن یورپیجی ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔" جیمسن ٹاک بھول پر زور دیتا ہوا بولا۔ "وہ
لوگ ان کا سامان بھی ساتھ کیوں نہیں لے گئے۔"

"جب لاکھ کوئی آتا ہی نہیں تو سامان بہر حال محفوظ ہے۔ جب چاہیں گے اٹھالے جائیں
گے۔ ان کے سامان میں اسلحہ بھی شامل ہے۔"

جوزف ایک جگہ رک گیا۔ اب بھی گارہا تھا۔ لیکن ساتھ ہی کسی شکاری کتے کی طرح لاکھ
اور بھی دیکھے جا رہا تھا۔

وہ خاصی اونچائی پر پہنچ چکے تھے۔ دفعتاً اس سے بھی کسی قدر اونچائی سے آواز آئی۔ "جہاں
اور ہیں ٹھہر جاؤ۔ تم سب نشانے پر ہو۔"

یہ جملہ سوا حلی زبان میں ادا کیا گیا تھا۔ جوزف نے گانا بند کر دیا اور آواز کی سمت دیکھنے لگا۔
لاکھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ بھی اوپر اٹھادیے تھے اس کی تھید ان دونوں نے بھی کی۔

"تم لوگ کون ہو اور تمہیں یہاں آنے کی جرات کیسے ہوئی؟" اوپر سے پوچھا گیا۔
"قانون کے نام پر۔" جوزف اونچی آواز میں بولا۔ "ہم جبرک گیت گاتے ہوئے ان حدود
داخل ہوئے ہیں۔"

"اسی لئے یہاں تک آ پہنچے ہو۔ کیا چاہتے ہو؟" آواز آئی۔

"حلی سے کچھ سرکاری مہمان اتر گئے ہیں۔ ان کی واپسی مطلوب ہے۔"

"سرکاری مہمان اوپر سے نہیں اتر آتے۔" آواز آئی۔

"فوجی معاملات ہیں.... اس لئے یہ بھی ممکن ہے۔"

"موتوں کا فوج میں کیا کام؟"

"عمومی کتوں کو تربیت دینے کے لئے بلائی گئی ہیں۔" جوزف نے کہا اور عمران نے طویل
سیر کیا۔

ابھی بات ہے۔ صرف تم ہی اوپر چلے آؤ۔ تمہارے سامنے جو کٹاؤ ہے اس سے بائیں

جانب مڑ جاتا۔ "اوپر سے آواز آئی۔

عمران بولنا چاہتا تھا لیکن لہجوں پر قادر نہ ہونے کی بنا پر خاموشی ہی رہی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ جوزف جہاں پر جائے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ جوزف نے کہا۔ "میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ جبرک بیلوں پر اپنے بچاک قدم رکھ سکوں بہتر یہی ہو گا کہ تم ان پانچوں کو بیٹھ بیٹھ دو۔ ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

"ایسی صورت میں ان کی دائیں ٹانگیں ہو گئی۔" اوپر سے آواز آئی۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ اس سے واقف ہو گئے کہ حالات بدل چکے ہیں۔ پچاس سال پہلے جو بیماری ہوئی تھی وہ حقیقتاً ان چٹانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکی تھی۔ لیکن آج کا اسلحہ بعد خطرناک ہے۔ ایک ہی بم کئی میل کے رقبے کو تہہ و بالا کر کے رکھ دے گا۔ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع مل چکی ہے کہ اس کے مہمان نہیں اترے ہیں اور ہم ایک پرامن پیش کش کے ساتھ یہاں آئے ہیں۔" فوری طور پر اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ جنمسن بہت زیادہ مضطرب نظر آ رہا تھا کیونکہ مکالمات اس کے پلے نہیں پڑے تھے۔

اور پھر اپنا ایک دو غفلت میں گھیر لئے گئے تھے۔ عمران اور جوزف کی توجہ پوری طرح ان مقام کی طرف تھی جہاں سے کوئی گفتگو کرتا رہا تھا۔ وہ چاروں نہ جانے کس طرف سے آئے ہوئے تھے اور انہیں رائفلوں کی زد پر لے لیا تھا۔ سیاہ فام ہی تھے لیکن ان کے لباس مہذبہ انداز کے افراد کے لمبوسات سے مختلف تھے۔

"تم تینوں ایک ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"تم لوگ لاٹھی میں ایک بڑے جرم کے مرکب ہو رہے ہو۔" جوزف نے پوچھا۔ "تو تم مجھے یہاں لے کر آئے ہو؟"

"جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو۔ یہاں ہمارا قانون چلتا ہے۔" جواب ملا۔

"اچھی بات ہے۔" جوزف پلٹ کر عمران اور جنمسن کے قریب پہنچا ہوا ہوا۔ "تم لوگ"

دور دراز میں اتر چلو۔" اس آدمی نے رائفل کی ٹال سے ایک جانب اشارہ کیا۔

جوزف نے عمران کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں مثبت اشارہ دیا کہ بائیں جانب دوڑو۔

دعا۔... وہ بظاہر ایک قدرتی دراز معلوم ہوتی تھی۔ لیکن کچھ ہی دور چلنے کے بعد بڑے سلیٹے سے اڑا شے ہوئے تینوں سے سابقہ پڑا۔ یہاں اندھیرا تھا جسے دور کرنے کے لئے پتھر کے شمع دانوں میں کسی جانور کی چربی جلائی گئی تھی۔ جس کی بیڑا کس جہ اندھ اندھ میں بجلی ہوئی تھی۔

نہیں بائیں رہنے کے لئے کر کے وہ ایک مسلح جگہ پہنچے اور مزید کچھ آدمیوں کے نرے میں آ گئے۔ انہوں نے ان کی جامہ تلاشی کے لئے ان کے سائیکلنگ گے ہوئے پتھروں پر قبضہ کر لیا۔...! جوزف نے سختی سے ہونٹ بجھنے رکھے تھے۔

انہیں پھر آگے بڑھایا گیا۔ رائفل بردار وحشی نصف دائرے کی شکل میں انہیں گور کرنے کے لئے چل رہے تھے۔

جنمسن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ جگہ جگہ چربی کی مشعلیں روشن تھیں۔... ان چٹانوں کو اندر سے بڑے فنکارانہ انداز میں تراش تراش کر ایک بہت بڑا ہل بنایا گیا تھا۔ جس کے دوسرے سرے پر چار پانچ فٹ اونچا ایک چوڑا تھا اور اسی چوڑے کے نیچے وہ ایک وسیع قلعہ بنائے نظر آئے۔ ان کی باتھ پشت پر ہاتھ دے پئے گئے تھے۔

ان تینوں کو ان کے قریب لے جایا گیا وہ سر اٹھا کر حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔ رائفل برداروں میں سے ایک نے جوزف کو غائب کر کے کہا۔ "شاید یہ لوگ ہماری زبان نہیں سمجھ سکتے۔" جنمسن انہیں دیکھتا تھا۔

"ان سے فرانسیسی میں بات کرو۔" جوزف بولا۔ "یہ فرانس کے باشندے ہیں۔ انگریز نہیں۔"

"کوئی بھی ہوں۔ سفید فام تو ہیں۔... دو سو سال سے یہاں صرف سفید فاموں کی قربانی لیا جاتی رہی ہے۔... پچاس سال سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ پورے پچاس سال بعد یہ چہرہ دکھایا۔ قربان گاہ کی حدود میں آسمان سے ٹپک پڑے ہیں۔ لہذا اگر تم میں سے کوئی ان کی زبان سمجھتا ہے تو انہیں ان کے مقدس سے آگاہ کر دے۔ گزالی کے بھیڑیوں کی رو میں پورے پچاس سال کے کرب میں مبتلا ہیں۔"

انہوں نے بعد میں گردن کجائی کی قربان کر سکو گے۔... یہ سرکاری مہمان تھے۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

ان کے ہمدردوں کو بھی وہی شہر ہو گا جو ان کا ہونے والا ہے۔" جواب ملا۔

"اگر ہم ایک معینہ مدت کے اندر اندر بیٹھ کر اور کورپورٹ نہ دے سکے تو چاہئے ہو کیا ہوگا؟"
"کیا ہوگا....؟"

"کی گولو کا پورا امید ان فوج سے بھر جائے گا۔" جوزف نے کہا۔
"کس وہم میں مبتلا ہو۔ اب کوئی چٹانوں کے قریب بھی نہ آسکے گا۔ حالات بدل چکے ہیں
سفید قاموں کے ہمدردوں پر آسانی قہر نازل ہونے لگا ہے۔"

عمران نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ خاموش رہے اور خود اس عورت کی طرف متوجہ ہو کر
جواس کی کلائی پر بندھے ہوئے ہمیشہ وینکٹر کو پار پار دیکھنے لگتی تھی۔
"انچارج کون ہے؟" عمران نے فراشی میں اسے مخاطب کیا۔
"میں ہوں۔" وہ عورت بولی۔

"تمہارے ہمیشہ وینکٹر ہی نے ہماری رہنمائی کی ہے۔ آخر تم لوگ یہاں کس بنا پر آئے
گئے ہو جبکہ تمہیں اس کا علم بھی نہیں تھا کہ تم کہاں اتر رہے ہو۔ آفاقہ سے ایسے افراد مانگے
تھے جو یہاں کے حالات اور جغرافیہ سے بخوبی واقف ہوں۔"
"ہم مشرقی افریقہ کے اسپیشلسٹ ہیں۔" عورت بولی۔
"اسی لئے کی گولو کے میدان میں اتر پڑے ہو۔"

"کی گولو کا میدان...." وہ غور سے لکھ میں بولی۔ "میں یہیں علم نہیں تھا کہ ہم کہاں
اترے ہیں۔ ہمیں طیارے سے چھلانگ لگانے کا وقت بتایا گیا تھا۔ اس سے زیادہ ہم اور کچھ
چاہتے تھے۔"

"اب یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ تمہیں قربان کر دیا جائے گا۔"
وینکٹر اٹھ کر اٹھاروں کا سر غنہ چیتے لگا۔ "اتنی دیر سے کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ ہمیں کیا
کوئی سازش نہ کر سکو گے۔"

"انکارے مت چہاؤ۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "وہ شکوہ کر رہی ہے کہ یہ کھانا
نوازی ہے اور میرا ہاس انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ ایسی جگہ اترے۔ جہاں انہیں
انہیں دور ہی رہنا چاہئے تھے۔"

"اب اس سے کیا فرق پڑے گا اور تمہاری واپسی بھی اب ناممکن ہے۔"

جوزف نے اپنی واپسی سے شانوں کو جنش دی اور قیدیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران ان سے کہہ رہا تھا۔ "ہم نہیں جانتے کہ ہمارا بھی کیا حشر ہوگا۔"
"تم لوگوں کی طرف سے ہدایت ہی کے مطابق ہم لوگ یہاں اترے گئے ہوں گے۔"
"مرد نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "ہمارا سارا نظام کپیوٹرائزڈ ہے۔"
"معارض ہونے کی ضرورت نہیں ہے دوست۔ اب یہ سوچنا ہے کہ اس مصیبت سے کیونکر
بچا جاسکے۔"

"ہم تو بچہ خبری میں مارے گئے۔ ان وحشیوں نے ہم پر اعصاب کو مقلوب کر دینے والی
شے سے حملہ کیا تھا۔ قریب دو گھنٹے بعد ہم اپنے اعضاء کو حرکت دینے کے قابل ہو گئے تھے۔"
"الٹا جیب سے گز کر ڈسٹ سٹائی دی اور ایسا محسوس ہوا جیسے چٹانیں لڑنے لگی ہوں۔"
"راست بند کرو۔" راٹھل برداروں کا سر غنہ چیتا۔ "ان کے ٹیلی کا پیٹر آرہے ہیں۔"
"کون سا راستہ بند کر رہے ہو؟" جوزف نے فحش کر پوچھا۔

"بہرے سے تمہیں لایا گیا تھا۔" وہ ڈانٹ میں کہہ بولا۔ "وہ دروازہ حیرت انگیز طور پر بند ہو
چکا ہے۔"

بہرے عمران قیدیوں سے کہہ رہا تھا۔ "فکر نہ کرو۔ ہمارے ٹیلی کو پیٹر پہنچ گئے ہیں۔ جلد ہی
ہمیں رہائی نصیب ہو جائے گی۔ تمہارا سارا سامان وہیں موجود ہے جہاں تم نے چھوڑا تھا اس میں
کچھ اضافہ تک موجود ہے۔"

میں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ عمران نے ان سے گفتگو کے دوران ہی میں جوزف کو اردو میں
کہا۔ "اب انہیں باتوں میں الجھائے رکھو۔... غصہ دلانے والی باتیں کرو۔"

میں نے اپنی کھوپڑی سہلانے لگا۔ لیکن کچھ بولا نہیں۔ اور راٹھل برداروں میں سے دو آدمی
میں سے پہلے گئے تھے۔ اب ان کی تعداد پانچ رہ گئی تھی۔ ان ساتوں کے علاوہ ابھی تک اور کوئی
میں سے کھائی دیا تھا۔

جوزف نے عمران کی ہدایت کے مطابق راٹھل برداروں کے سر غنہ سے چھپ چھپا شروع
کر دیا۔

"ہم مت نے تم لوگوں کو بڑی چھوٹ دے رکھی تھی۔ لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔" اس نے کہا۔

"نکو اس بندہ کرو۔" سرخند جی بیچ کر دھاڑا۔ "پھوٹ ہم نے اس ناہنجار حکومت کو تو ہے۔۔۔ ورنہ جب چاہیں اس کا تختہ الٹ دیں۔۔۔!"

"ان وقیانوی راکٹوں کے بل بوتے پر" جوزف مسئلہ اڑانے والے انداز میں ہنسی کر رہا تھا۔ "میں تمہاری زبان بند کر دوں گا ورنہ خود ہی خاموش رہوں۔"

"اب تھوڑا سا سکین لگا دے۔" عمران نے جوزف کی طرف مڑے بغیر اس طرح کہا۔

قیدیوں سے کچھ کہا ہو۔

جوزف نے سرخند سے کہا۔ "ناراض ہونے کی ضرورت نہیں میں تو صرف تمہارے بار کی گہرائی باپ رہا تھا۔ ورنہ اس حکومت سے کون خوش ہے کوئی غیرت مند اسے براہ راست سکتا کہ انگریزوں سے نجات پانا جانے کے باوجود بھی ہم ابھی تک سفید قاموں ہی کے بندے سمجھے کر رہے ہیں۔ اب یہی دیکھو کہ یہ پانچ مختلف شعبوں کے ماہرین فرانس سے ملنا ہیں۔ کیا ہمارے یہاں باصلاحیت آدمیوں کی کمی ہے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" سرخند ایک بیک بے حد نرم لہجے میں بولا۔

"یہی کہ اگر تم کوئی غوسہ پروگرام رکھتے ہو تو مجھے بتاؤ۔۔۔ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔۔۔ اور ہم تینوں تمہارے نظریات کی تبلیغ فوج میں کریں گے۔"

"ہم انہیوں سے اپنے پروگرام کے بارے میں بات نہیں کرتے۔"

"یہ بڑی بات ہے۔ اس طرح تم محدود ہو کر رہ جاؤ گے۔ عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔"

"عوام کی مدد کے بغیر بھی ہم جب چاہیں حکومت پر قبضہ کر لیں۔"

"تو پھر دیر کیوں کر رہے ہو؟"

ٹھیک اسی وقت عمار کی فضا میں کچھ ایسی آواز گونجی جیسے کسی حیرت فزا ہوا جیٹے سے چرچائے ہوں۔

"یہ کیا ہے۔۔۔؟" جوزف اچھل پڑا۔

"درازا بند ہوتی ہے۔" سرخند نے لاپرواہی سے کہا۔ "اب قربان گلو تک کوئی سکتا۔ وہ اوپر ہی اوپر پھرا کر واپس پلے جائیں گے۔"

"کیا یہ کسی مشینی عمل کے تحت ہوا ہے۔"

"اور کیا تم اسے جادو کا کرشمہ سمجھتے ہو۔" سرخند نے قہقہہ لگایا۔

جوزف ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ سرخند کہہ رہا تھا۔ "ہم نے اپنے طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی ہے۔ ان وقیانوی راکٹوں پر نہ جاؤ۔ یہ شخص دکھاوے کی چیزیں ہیں۔"

"اوہ۔۔۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اب اس حیرت مقام پر اور کوئی کھیل کھیلنا چاہا ہے۔"

جوزف نے برا سامنے بنا کر کہا۔

"اور حالاً اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ ان قیدیوں کا ہاتھ آجاتا محض اتفاق نہیں تھا۔ ہمیں علم تھا کہ یہ کس وقت یہاں اتریں گے۔ تمہارا یہ کہنا قطعی درست نہیں کہ یہ ہوائی جہازیں اتر رہی ہیں۔"

"ہمیں علم نہیں۔ ہم سے صرف یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے ان کی واپسی کی بات کریں۔"

"لیکن تمہارا رخ ٹھیک اسی طرف کیونکر ہوا تھا جہاں ہم تھے؟" سرخند نے سوال کیا۔

"اسے تو تم اتفاق ہی سمجھو۔" جوزف بولا۔

"فاقش یقین۔۔۔!" سرخند خشک لہجے میں بولا۔ "تمہیں بتانا پڑے گا کہ سمت اور جگہ کی اطلاع ہی کس نے کی تھی؟"

دفعتاً عمران نے جوزف سے انگلیش میں کہا۔ "کچھ چھپانا بچا رہے۔ بگنی بات کرو۔ پھر جو خشر آگیا وہ ہمارا۔۔۔!"

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔!" سرخند بھی انگلیش ہی میں بولا۔ "ہو سکتا ہے اس کے عوض تمہارے ساتھ کوئی رعایت ہو جائے۔"

"میں مراکش کا باشندہ ہوں۔ سوا علی پر عبور نہیں رکھتا۔ اس لئے انگلیش میں بات کروں گا۔ حکومت کے ساتھ۔"

"کوئی بات نہیں اہم زبانوں سے بھڑکتی ہیں۔ ہمیں سفید قاموں کے کردار سے نفرت ہے۔"

"قربان گلو کی صحیح نشاندہی جنرل کیو کے سیکرٹری کیمپٹن مشاہدے کی تھی۔"

"کیا۔۔۔؟" سرخند کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"بگنی بات پر تم حیرت کیوں ظاہر کر رہے ہو؟" عمران نے بڑی معنویت سے پوچھا۔

"اوہ.... کچھ نہیں.... اس اطلاع کا شریہ انھیں وہیں ابھی بتاتا ہوں کہ تم لوگوں کے ساتھ کیا رعایت کی جاسکتی ہے۔" سر غنہ نے کہا اور ان لوگوں سے متعلق اپنے آدمیوں کو کچھ ہدایت دے کر وہاں سے چلا گیا۔

"کچھ شروع کر دیں پاس۔" جوزف نے اردو میں پوچھا۔

"ابھی نہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہائے بچاریاں....! جسٹس کراہا۔"

"یہ تم لوگ کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو....؟" ریتا نے عمران سے پوچھا۔

"سواملی میں....! عمران نے جواب دیا۔

"جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ۔ ہم افریقہ کی بیشتر زبانیں جانتے ہیں۔"

"پھر تم نے ان پر کیوں نہیں ظاہر ہونے دیا کہ تم سواملی بول اور سمجھ سکتے ہو۔"

"اپنی پوزیشن کا اندازہ لگانے کے لئے۔"

"اب تو بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا؟"

"اب ہوا ہے۔ تم لوگوں کے بچپنے سے قبل ہم قطعی ہار چکی ہیں۔"

"پھر کیا خیال ہے....؟"

"ایسی صورت میں کیا خیال ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ تم اپنی رائے ظاہر کرو۔"

"فی الحال کچھ بھی ممکن نہیں ہے۔"

"اور جیسا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ تمہارے آدمی سچے سچ یہاں نہ پہنچ سکیں گے۔" ریتا نے سوال کیا

"ظاہر ہو چکا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تمہارا سامان ان کے ہاتھ لگ جائے گا۔ اور کچھ

"تو ہم اب انہی لوگوں کے رحم و کرم پر ہیں۔" ریتا نے طویل سانس لے کر کہا۔

"بات تو اب پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ تم لوگوں کے درمیان بھی ان کے آدمی موجود ہیں۔"

"انہیں ہماری آمد کی خبر کیسے ہوتی۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔ اب تک کئی ایسے آدمی ہماری گرفت میں آچکے ہیں۔"

"ریتا کچھ اور کہنے والی تھی کہ رائفل برداروں کا سر غنہ واپس آگیا۔ اور عمران نے

سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ہمارے لئے کوئی بری خبر لائے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔" وہ فحش کر بولا۔ "بری خبر تو ان لوگوں کے لئے بھی نہیں ہے۔" اس کا

اردو قیدیوں کی طرف تھا۔

"میں نہیں سمجھا۔" عمران نے کہا۔

"فی الحال تم سب قیدیوں کی حیثیت سے یہاں رکھے جاؤ گے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ لیکن جوزف پھر بھڑک اٹھا اور سخت لہجے میں بولا۔ "میں ذاتی طور پر

تمہارے اس فیصلے سے متفق نہیں ہوں۔"

"ہو یا نہ ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"بہت فرق پڑتا ہے منسٹر۔ میں بے موت مر جاؤں گا۔ کیونکہ قیدیوں کو کہیں بھی شراب

پیش کی جاتی۔"

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"شراب کے بغیر میں مر جاؤں گا۔ چھ بوتل یومیہ میرا کونڈ ہے۔"

"ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ زندہ رہو یا مر جاؤ۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

اور دونوں آدمی بھی اس دوران میں واپس آگئے تھے جو اس کے حکم پر دراز بند کرنے گئے

اور اب پھر سات دانشمندان پر تکی ہوئی تھی۔

سر غنہ نے عمران کی طرف دیکھ کر انگلیش میں کہا۔ "تم سواملی سمجھ سکتے ہو لیکن بول نہیں سکتے۔"

"کوئی بیوقوفی بول بھی سکتا ہوں۔"

"تم ہزل کیو کے سیکرٹری کو کیا جانو؟"

"کیوں۔ کیا وہ جادو کے زور سے نظروں سے غائب رہتا ہے؟"

"تمہارا اہمہ کیا ہے؟"

"ہمارا سربراہ اٹلی جنس کے ڈائریکٹوریٹ ہزل سے میرا تعلق ہے۔"

"کیوں کہ اس کو رہے ہو۔ ڈائریکٹوریٹ ہزل میں کسی غیر ملکی کا کیا کام؟"

"ہمارا آپ سیکرٹری کا باشندہ تھا۔ میری پیدائش مراکش میں ہوئی تھی۔ وہیں بلا بڑھا تھا۔"

"میں نے پوچھا تھا تمہارا اہمہ کیا ہے؟"

"ایک ڈپٹی ڈائریکٹر کا پرسنل اسٹنٹ ہوں۔ کئی ٹین مشاہیر میرے پاس کے دوستوں میں سے

ہے۔ اور بعض وجوہات کی بناء پر مجھ پر بہت مہربان ہے۔

”میں وہ وجوہات بھی معلوم کرنا چاہوں گا۔“

”ناممکن... اس کے سامنے میں ان وجوہات کا اظہار نہیں کر سکتا۔“

”چلو...! وہ راتقل کی نال بلا کر بلا۔“ علیحدگی میں جادو۔

”کیا یہ ضروری ہے؟“

”بہت زیادہ ضروری ہے۔“

”لیکن اس معاملے کا تعلق میری فنی زندگی سے ہے۔“

”تم حکم کی تعمیل کرتے ہو یا؟“ اس نے جملہ پورا کرنے کی بجائے راتقل کا بولت سر ہاتھ

”نہن... نہیں!“ عمران بول کھائے ہوئے انداز میں ہاتھ پھیلا کر بولا۔ ”چچ چلو۔ چنا ہوا“

”ادھر چلو... اور اپنے ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لو۔“

عمران چپ چاپ ادھر ہی ٹپل پڑا چند حرا اشارہ کیا گیا تھا۔ کچھ دور سیدھا چلا تھا۔ پھر

کی چارایت پر پائیں جانب گھوم کر ایک راہداری میں داخل ہوا تھا۔

”اس دروازے میں۔“ وہ اس کی کمر سے راتقل کی نال لگا ہوا بولا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں کچھ ایسا سلمان نظر آیا جو اس کے آپریشن روم میں

ولایت کرتا تھا۔ تو گویا اسے یہاں اس لئے لایا گیا تھا کہ اس کی آواز کہیں اور نہ پہنچانی جاتی۔

بڑی پھرتی سے گھومنا اور راتقل کی نال پر ہاتھ ڈال دیا۔ وہ فرش کی طرف جھکتی پہلی گئی۔ یہ اس کے

موقع طور پر ہوا تھا کہ سرخند کو سنبھلنے کا بھی موقع نہ مل سکا۔ راتقل کی نال کے ساتھ ہی

بھی جھکا تھا اور ٹھیک اسی وقت عمران کا دایاں گھٹنا اس کی ٹانگ پر پوری قوت سے پڑا تھا۔

آواز بھی نکالے بغیر وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران نے جبکہ کمر اسے سیدھا کیا۔ یہ وہی

تھی۔ جامہ تلاشی لینے پر اس کے پاس سے انہیں تینوں پستولوں میں سے ایک برآمد ہوا۔

چھینے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے ان لاشکی آلات کی طرف توجہ دی تھی جو وہاں موجود

تھوڑی ہی دیر میں اس نے انہیں بھی بیکار کر دیا۔

دوسری طرف جنسین اور جوزف اردو میں اوٹ چٹانک ہانک رہے تھے اس

برداروں میں سے ایک کو دھل انداز دی کرتی پڑی۔

”یہ کون سی زبان ہے۔“

”فلٹری...!“ جوزف نے جواب دیا۔

”ہم نے تو اس کا نام بھی نہیں سنا۔“

”یہ تمہاری اپنی نال تھی ہے...!“

دوسرے راتقل بردار نے اپنے ساتھی سے کہا۔ ”یہ سرے سے کوئی زبان نہیں ہے...“

”لوہ آوازیں نکال رہے ہیں۔“

”سے خواہ مخواہ آوازیں نکالا کرتے ہیں... آدمی نہیں۔“ جوزف بھنا کر بولا۔

”تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ یہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میں قلعہ اس کی فکر نہیں ہے کہ دوسرے لئے میں کیا ہو گا۔“ جوزف نے لاپرواہی سے

”جان میں محسوس کر رہا ہوں کہ تھوڑی ہی دیر بعد مجھے یہ خود بخود ہو جاتا پڑے گا۔ کیونکہ

نال الکر رہا ہے۔“

ٹھیک اسی وقت راتقل برداروں کے عقب سے آواز آئی۔ اپنی راتقلیں فرش پر ڈال دو۔

کی لئے مڑ کر دیکھا تو پتہ چلتا ہے کہ لئے زندہ نہیں رہے گا۔“

جوزف نے قبضہ لگایا اور راتقل برداروں سے بولا۔ ”وہی کرو جو میرا پاس کہہ رہا ہے۔ اس

نال میں ہے آواز مشین پستول ہے اور تمہارا چیف مار گیا۔“

راتقلیں فرش پر گر گئے تھیں۔ فرج قیدیوں کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے۔ راتقل

نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور عمران کے ساتھیوں نے ان کی جامہ تلاشی لے کر اپنے

ساتھیوں کو مشین پستول بھی برآمد کر لئے۔ ان کے پاس سے تین دیو اور بھی برآمد ہوئے تھے۔

کھانسیوں سے ان کے ہاتھ پیر ہاندہ دیئے گئے جن سے فرانسیسیوں کے ہاندھے گئے

نال کا سرخند بھی وہیں اٹھا لایا گیا اور جنسین اسے ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا۔

عمران سے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتی ہوئی بولی۔ ”میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم

نال لے گئے ہو۔“

”آپریشن روم میں لے گیا تھا۔ غائب مقصد یہ تھا کہ میری گفتگو کسی اور تک پہنچا سکے۔“

”نال روم میں لے چلو۔“

"نہ کیا کرو گی.... میں نے اسے بیکار کر دیا ہے...."

"اس سے کیا فائدہ ہو گا؟"

"بیکار کرتے وقت اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں تھا کہ یہ لوگ باہر سے رابطہ قائم کر سکیں۔ اس کا اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ اتنی آسانی سے قابو میں آیا نہیں گئے۔"

رینا کچھ نہ بولا۔ بیہوش سرغند کی طرف متوجہ ہو گئی تھی جس کے حلق سے ہلکی ہلکی آواز نکلتی تھی۔ پھر اس طرح چوکی جیسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ عمران کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"تم انہی میں سے ہو جن سے ہمیں ملنا تھا....؟"

"تمہارا خیال درست ہے۔" عمران نے کہا۔

"شناخت....؟"

"اوزیڈ ایم....؟"

"درست۔" وہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتی ہوئی بولی۔ عمران نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ہٹا دیا۔

وہ ایسا چھوڑ دیا تھا۔ ذرا بھی گرجوٹی کا اظہار نہ ہونے دیا۔

"لیکن....؟" رینا نے کسی قدر تذبذب کے ساتھ کہا۔ "مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ غیر ہوں گے۔"

ہوں گے۔"

"ہم غیر افریقی ہی ہیں۔" عمران بولا۔

"مراکش افریقہ ہی میں ہے۔"

"میں نہ سیاہ فام ہوں اور نہ مراکش۔"

"تو پھر فرانسیسی ہی ہو سکتے ہو۔"

"یہ بھی غلط ہے۔ اس کی فکر مت کرو۔ اوہ اس نے آنکھیں کھول دی ہیں۔" عمران بولا۔

اور جوزف سے سوالی میں بولا۔ "اسے سہارا دے کر بٹھا دو۔"

سرغند عمران کو قہر آلود نظروں سے دیکھنے جا رہا تھا۔ اور جوزف نے جیسے ہی سہارا دیا

کے ہاتھ جھٹک دیے۔ پھر خود ہی اٹھ بیٹھا تھا۔ ناک سے بہا ہوا خون ہونٹوں اور گالوں پر

گیا تھا۔ جسے اس نے ہتھیلی سے پونچھ کر کہا۔ "اس کے باوجود بھی تم لوگ یہاں سے اٹھ

گئے۔"

اور جوزف کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ تو مراکش ہی ہے لیکن تم پر میں قوم سے نڈاڑی کا الزام عائد کرتا ہوں۔"

"میری قوم بھی شخص ہے....؟" جوزف نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں اس کا پالو

اتا ہوں۔"

"تم اول درجے کے ذلیل ہو۔ تم نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہو۔"

"اور تم جانتے ہو کہ تم کیا کر رہے ہو....؟" جوزف نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"فصل ہاتھوں میں وقت نہ ضائع کرو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔

"یہ خواہ مخواہ بات بڑھا رہا ہے پاس....؟"

"تم.... ہمیں یہاں سے نکلنے کا راستہ بتاؤ گے۔"

"کو شش کر کے دیکھ لو.... ہم میں سے کسی کی بھی زبان نہ کھلوا سکو گے.... جب تمہارا

کھدونا قابلِ برداشت ہو جائے گا تو ہم مر جائیں گے۔"

"اپنی مرضی سے....؟" جوزف نے ہنس کر پوچھا۔

"تم اپنی سکرود آواز مجھے نہ سناؤ تو بہتر ہو گا۔" وہ تنفر آمیز لہجے میں بولا۔

"پھر لا حاصل ہائیں شروع ہو گئیں....؟" عمران نے مجسم لہجہ کا مظاہرہ کیا اور سرغند سے

بولا۔ "میں نے تمہارے آپریشن روم کو ناکارہ کر دیا ہے۔ لہذا یہ خیال بھی دل سے نکال دو کہ باہر

سے تمہارا رابطہ قائم ہو سکے گا۔"

"اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"تو پھر سچے سچ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب چاہو" کوئی مار سکتے ہو۔"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے آؤ تمہارے بعد رہیں....؟"

"نہ ہوں۔ لیکن ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ سفید فاموں کی اقتصادی گرفت سے نکلنے کے

لئے ہم ان پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا بھی کوئی مفاد اس سے وابستہ ہو۔ لہذا بعد میں

ان کے کام آئیں گے۔"

"کام نہیں آؤ گے بلکہ ان کے مقاصد کے حصول کے لئے زبردستی کار آمد بنائے جاؤ گے۔"

تم نہیں جانتے کہ بین الاقوامی بلیک میٹرز کے اچھے چڑھ گئے ہو۔

”ان کے بارے میں عام طور پر یہی خیال پایا جاتا ہے۔ لیکن میں اس سے متفق نہیں ہوں۔“

”تمہارے متفق ہونے یا نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ ساری دنیا اس پر متفق ہے۔“

”اور اس کے باوجود اسی دنیا سے ہمارا کام چلتا ہے۔“ اس نے طنز لکھ میں کہا۔

”بات بدھانے سے کیا فائدہ پاس۔“ دفعتاً جوزف بولا۔ ”میں ان سب کو ختم کئے دیتا ہوں۔ اس کے بعد اطمینان سے خود ہی راستہ تلاش کر لیتا۔ تمہاری نظروں سے ہولناکی کوئی چیز

پوشیدہ رہ سکتی ہے۔“

”مجھے سوچنے دو....!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”تم سوچو جب تک میں اپنے پستول کا میگزین چیک کر لوں۔“

”کیا قصہ ہے....؟“ شہر نے عمران سے پوچھا۔

”باہر نکلنے کا راستہ خود ہی تلاش کرنا پڑے گا۔ ان سے اس کی توقع نہ رکھنی چاہئے کہ یہ

دیں گے۔“

”میں اگلو لینے کے طریقے جانتا ہوں۔“

”میں خود بھی جانتا ہوں لیکن یہ محض وقت کی بربادی ہوگی۔ یہ لوگ اس عظیم کا ساتھ

یقین کے ساتھ دے رہے ہیں کہ اس برا عظیم کو سفید قاموں سے قطعی طور پر خالی کرالیں گے۔“

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو! ہمیں الجیزائیوں کا تجربہ ہو چکا ہے۔“ دینا بولی۔

”لیکن اس ملک کے لوگ تو برطانیہ کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہیں۔“ شہر نے کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن اب یہ لوگ اتنے بھولے بھی نہیں ہیں کہ قبائل وام کو نہ پہچان سکیں۔“

جانتے ہیں کہ اب ان پر اقتصادی امداد کا جال پھینکا گیا ہے۔ اپنے سرمائے کی زنجیروں میں

جکڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”بھئی مسئلہ یہاں سے نکلے گا ہے.... بین الاقوامی سیاست کا نہیں۔“ دینا بولی بڑی

عمران نے سر ہلا کر کہا۔ ”اور کیا.... اور کیا....!“

”پہلے کس پر فائر کروں پاس۔“ جوزف نے اپنا مشین پستول سیدھا کر کے عمران سے پوچھا۔

”غیر جاؤ۔“ دفعتاً ان میں سے ایک چیخا۔ سرخند کسی زخمی سانپ کی طرح اس کی طرف

تھا۔ لیکن وہ کہتا رہا۔ ”میں خود بھی یہی سوچتا رہا ہوں کہ ہمیں یہ قوف بنایا جا رہا ہے۔ یہ لوگ بھی

مستفید قام ہی ہیں۔ وہ ہم پر ترس کھا سکتے ہیں لیکن برابری کا درجہ کبھی نہیں دے سکتے۔“

”تم اس ملک کے قلعہ دارین آدمی ہو۔“ عمران بولا۔

”کیوں بکواس کر رہا ہے۔“ کہا۔ ”سرخند اپنے آدمی کو گھورتا ہوا غریب۔“

”اے یہاں سے لے جاؤ۔“ عمران نے جوزف سے کہا۔

اس کا اشارہ سرخند کی طرف تھا۔

جوزف آگے بڑھا یہی تھا کہ سارے راتقل برادر اس آدمی پر ٹوٹ پڑے جو عمران کو کچھ بتانا

چاہتا تھا۔ ان کے صرف ہاتھ باندھے گئے تھے حیر آزاد تھے اور پھر جتنی دیر میں وہ سب مل

کر نہیں بنانے کی کوشش کرتے انہوں نے اس کو ختم ہی کر دیا۔ کسی نے اپنا گھنا اس کی گردن پر

لگا کر کام تمام کر دیا تھا۔

سرخند نے ایک وحشیانہ قہقہہ لگایا.... کچھ دیر ہستار ہا پھر بولا۔

”اب ان جیالوں کی زبان کون کھلوا سکے گا۔“

دینا عمران کے قریب کھنچ کر آہٹ سے بولی۔ ”میرا خیال ہے کہ انہیں کہیں بند کر دیا

جائے۔ پھر ہم اطمینان سے راستہ تلاش کریں۔“

”غورو.... غورو....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ وہ مرنے والے کو پر تشویش نظروں سے

دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اس نے اونچی آواز میں کہا۔ ”ان پانچوں نے اس تھا آدمی کو مار ڈالا۔ کیا تم میں

کسی کو میری رائے سے اختلاف ہے؟“

اس نے یہ سوال اپنے ساتھیوں اور پانچوں فرانسیسیوں سے کیا تھا۔

”نہیں! ہمیں اس سے اختلاف نہیں ہے۔“ شہر بولا۔ ”کیونکہ ہم نے یہ سانحہ ہیشتم خود

کھایا ہے۔“

”بس تو پھر میں ان پانچوں کو سزائے موت دیتا ہوں۔“ جوزف ان میں سے ایک کے ہاتھ

تھام رہا تھا۔ اس سے اس کی آخری خواہش بھی پوچھ لیتا۔“

”اوکے پاس۔“ کہتا ہوا آگے بڑھا یہی تھا کہ یکایک ایک راتقل کی نال عمران کی کمر سے آ

گرا۔ وہ چونک کر سزا اور دینا کے ہاتھ میں راتقل دیکھ کر ایک طویل سانس لی۔

"کیوں؟ تمہارے دل میں کیا ہے؟" اس نے رینا سے سوال کیا۔

جوزف اور جنسز الرٹ ہو گئے۔

"اپنا مسک اتار دو..." رینا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"جنسز اس کا حق کس نے دیا ہے۔" جنسز بھٹکا کر بولا۔ عمران تو خاموش رہا تھا۔

رینا کے تینوں ساتھیوں نے بھی رائٹلٹیں سیدھی کر لیں۔

عمران نے چپ چاپ اپنا مسک اتار دیا۔ اور آہستہ سے بولا۔ "بہت زیادہ عقلمند بننے کی کوشش مت کرو۔"

"تو تم فراموشی ہی ہو۔"

"راٹفل ہٹاؤ۔" عمران راٹفل کی نال پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

"اف فوہ... یہ کیا ہونے لگا ہے۔" سارہ پھلی بار بولی اور جنسز نے سر ہلا کر کہا

"تمہاری آواز تو خاصی دلکش ہے..."

سرخہ عمران کو گھورے جا رہا تھا۔ دفعتاً اس نے جوزف سے کہا۔ "اب تم بھی اپنا مسک اتار دو۔ خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ انہوں میں سے نہیں ہو۔ اب مجھے اپنے مرنے کا ذرہ برا بھی لم ہو گا۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ عمران کے چہرے پر حماقت طاری ہو گئی تھی۔ اور جنسز سارہ کو گھورے جا رہا تھا۔

"چلو... تم دونوں ایک کنارے بیٹھو۔" دفعتاً عمران نے جوزف اور جنسز سے کہا۔ "اب یہی لوگ سب کچھ کریں گے۔"

وہ خود بھی وہاں سے ہٹ کر اسٹیج کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔ جنسز اور جوزف بھی قہقہے مچاتے گئے۔

"یہ کتنا منہ لگانے کے قابل نہیں ہوتی۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"دوسری حلیم الطبع معلوم ہوتی ہے۔ بس ذرا ہی موٹی ہے۔" جنسز نے کہا۔

"میں تو کہتا ہوں اس انجیل جنم میں جھوٹو... چپ چاپ راست تلاش کرو اور رائٹلٹ ہلاؤ۔"

"آنا تھا تو اکیلی ہی آتیں... تین عدد مردوں کو بھی ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی؟"

عمران نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس معاملے سے بالکل ہی دستبردار ہو گیا ہو۔

وہ پانچویں دور کھڑے انجیل دیکھنے رہے۔ عمران اسٹیج پر چڑھ گیا۔ جوزف اور جنسز نے

اس کی تقلید کی۔ اور سرخہ بری طرح پیچھے لگا۔ "نیچے آؤ... ہٹاؤ... قرکان گاہ سے

"ا..."

جوزف نے عمران کی طرف دیکھا۔ اور عمران سر ہلا کر بولا۔ "اے نکو اس کرنے دے۔ تو

میں ہے۔ تجھے سڑے بسے دیو تاؤں کی قربان گاہ سے کیا سروکار۔"

"ملک ہے ہاس... لیکن ہم خواہ مخواہ اوپر کیوں چڑھ آئے ہیں۔"

"اور ابھر طور پر ان کی نگرانی کر سکیں گے۔"

"مجھے یہ پانچوں قطعی پسند نہیں آتے۔ اگر ان کے ساتھ مل کر کام کرنا پڑا تو میرا خون ہر

انہوں میں سے بہے گا۔"

کونسا جائے گا۔" عمران نے لاپرواہی سے شانے سکڑے۔

فہرہ و فہرہ گواہ اور گیسپر نے ان چھ قیدیوں پر تشدد شروع کر دیا تھا اور وہ خاموشی سے سب

کے مشت کر رہے تھے۔ ان کے چہروں پر غمو کریں ماری جا رہی تھیں۔ ہاتھوں کی انکھیاں کچلی

تھیں۔ پنڈلیوں پر رائٹلٹوں کے کندے مارے جا رہے تھے۔

"اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا ہاس..." جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تم وقت نہ

دلو... راست تلاش کرو..."

"لہذا خیال ہے کہ مجھ سے ایک بڑی قلعی سرزد ہوئی ہے۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"کیا وہاں اس..."

"مجھے ان کے آپریشن روم کو قابل استعمال رہنے دینا چاہئے تھا۔ اگر کسی نے اس دوران ان

کو قتل کرنے کی کوشش کی تو اس جگہ کاری سے آگاہ ہو جائے گا۔"

"اگر ان جگہ کر دیا تھا ہاس..."

"مجھے یقین نہیں تھا کہ یہ سب اتنی آسانی سے قابو میں آجائیں گے۔ اس لئے میں نے سوچا

تھا کہ انہوں نے ہاتھ بندھے نہ پائے۔ اس کا محفوظ ترین طریقہ یہی تھا کہ انہیں باہر سے رابطہ قائم کرنے

رینا جہاں گری تھی وہیں پڑی رہی۔ غلام سے برآمد ہونے والے دونوں افراد نے آنکھ اٹھا کر اسے دیکھا تک نہیں تھا۔ لیکن اسٹیج کے نیچے والے اندھیرے سے اسے بھی محالہ ہو گیا۔ "عورت..." تم بھی اٹھو اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جاؤ۔"

رینا نے اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ فہرہ، فارگو، اور کیسپر اُن وحشیوں کے ہاتھ کھول گئے جن پر ذرا ہی دیر پہلے تشدد کی انتہا کر چکے تھے۔ اُن میں سے صرف دو ہی ہوش میں تھے۔ سرغندہ اور دوسرا ایک اور۔۔۔!

سرغندہ نے اٹھتے ہی چیز شروع کر دیا۔ "وہ تینوں کہاں ہیں جنہوں نے لاسٹنگ نظام کو نافذ کر دیا۔ بلاؤ بتاؤ۔"

لیکن رینا اور اُن کے ساتھی خاموش رہے۔ سرغندہ نے کچھ اور کہنے کے لئے منہ کھولا تھا کہ دوسری طرف الٹ گیا۔ اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ پھر یہی حشر دوسرے کا بھی ہوا جو ہوش میں تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟ کہاں سے ہو رہا ہے؟" تاریک غلام سے آواز آئی اور اس میں دووں تو دروازہ اسٹیج کی جانب مڑے ہی تھے کہ یکے بعد دیگرے دو دونوں بھی فرش پر گر پڑے۔ ان کی پیشانیاں بھی خون اگل رہی تھیں۔

"اتھو اگڑے کیا دیکھ رہے ہو؟" رینا جلدی سے بولی "ان پانچوں بیہوشوں کو اٹھاؤ۔"

جین جیسے ہی وہ اُس کی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے بیہوش آدمیوں کی طرف بڑھا تو تاریکی سے مٹین گن کا برست مارا گیا۔ کیسپر اور فارگو اُٹھیں اور دوڑا۔ دونوں غلام ہو کر رہ گئے تھے۔

فہرہ وینڈی بھرتی سے فرش پر لیٹ گیا اور رینا اور سارہ نے بھی یہی کیا۔ تاریک غلام آواز آئی۔ "تم تینوں اس طرح بھی نہیں بچ سکو گے۔ زندگی چاہتے ہو تو بتاؤ۔"

کہاں بتاؤ۔۔۔! "کچھ نہ بولے۔۔۔ ٹھیک اسی وقت غلام سے دو آدمی پھر نکلے اور کچھ دور پہنچ گئے۔ اسٹیج کی طرف گھوم گئے۔ اُن کے ہاتھوں میں بھی اسٹین گنیں تھیں۔ انہوں نے اسٹیج

طرف گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ ان کا لباس عجیب تھا۔ چہرے نہیں دکھائی دیتے تھے۔ صرف آنکھوں کی جگہ پر دو سوراخ تھے۔ سر سے پاؤں تک آہن پوش لگتے تھے۔!

فہرہ و رینا اور سارہ دم بخود پڑے رہے اور رینا نے اندازہ لگالیا تھا کہ نئے آنے والوں پر گولیاں اثر انداز نہیں ہو سکیں گی اور اب اسے اُن تینوں کی عافیت خطرے میں نظر آ رہی تھی جو اسٹیج پر سے اب تک اُن کا تحفظ کرتے رہے تھے۔

دلچسپ اسٹیج کی انہی بوئی سیل پھر آہستہ آہستہ نیچے آنے لگی۔ رینا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ پہلے مارے جانے والوں کی دو اسٹین گنیں فرش ہی پر پڑی ہوئی تھیں۔ لیکن اس معاملہ وہ اُن دونوں آہن پوشوں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکتی۔!

اسٹیج کی سیل آہستہ آہستہ اپنی اصل پوزیشن میں آئی۔ لیکن۔۔۔ اُن تینوں کا کہیں پتا نہ تھا۔ وہ پھر رینا کی طرف مڑے اور انہیں فرش سے اٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ چھ لاشوں اور پانچ ہوش آدمیوں کے درمیان وہ تینوں اس طرح لاکھڑا رہے تھے جیسے انہیں بھی اسی انجام کی طرف دھکیلا جا رہا ہو۔

"وہ تینوں کہاں ہیں جن کا ذکر اُس نے کیا تھا؟" ایک آہن پوش نے سرغندہ کی لاش کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ زبان فرخج ہی تھی۔

"وہ اُسی دائرے پر تھے۔" رینا نے اسٹیج کی جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تم لوگوں نے اگر اپنی جگہوں سے جنبش بھی کی تو اپنے ساتھیوں ہی کی طرح مار ڈالے جاؤ۔"

وہ خاموش کھڑے رہے۔ آہن پوش نے اسٹیج کی دونوں جانب والی دیواروں پر نظر دوڑائی۔ اور پھر چھت کے قریب وہ بڑا روشن دان رینا کو بھی نظر آ گیا جس سے ایک خلاصہ نورست آدمی بھی بخوبی گذر سکتا تھا۔ آہن پوش اپنے دھبے ہاتھ کی پشت منہ کے قریب لا کر لگا لگا۔ رینا اس کی آواز تو سن سکتی تھی لیکن الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسی آہن پوش نے چھلانگ لگائی اور اسٹیج پر پہنچ گیا۔ لیکن وہ کھڑا نہیں رہا تھا فوراً ہی اس کی لٹ گیا تھا۔ پھر اسٹیج کی سیل دوبارہ کسی صندوق کے ڈھکنے کی طرح اوپر اٹھنے لگی حتیٰ کہ اسر چھت سے جا نکلے۔ رینا اور اس کے ساتھی بے حس و حرکت کھڑے رہے۔ دوسرے

آہن پوش کا رخ انہی کی جانب تھا۔ اور اس کی اسٹین گن انہیں گور کر رہی تھی!

اس بار انہیں اسلحہ کے نیچے والے غار میں روشنی بھی نظر آئی تھی۔ سامنے ہی مشین گن بھی رکھی دکھائی دی۔ لیکن اس کے قریب کوئی موجود نہیں تھا۔ رہتا سوچنے لگی کہ صرف دو دونوں تھے اور انہی میں سے کسی نے مشین گن کا برست مارا تھا!

پندرہ بیس منٹ گزر گئے۔ لیکن حالات میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ رہتا سوچ رہی تھی۔ اگر کسی طرح اس آہن پوش کو گرا لیا جائے تو کیسی رہے۔ لیکن پھر اسلحہ کے نیچے والے غار پر نظر پڑے۔ یہ خیال ذہن کے تاریک حصوں میں گم ہو گیا۔ مشین گن کے پاس کوئی موجود نہیں تھا۔ ٹھکانے کے عقب والی تاریکی میں کیا کچھ تھا۔ اس کا اندازہ لگاتا آسان نہیں تھا۔ اس کے ساتھیوں کی لاشیں تھوڑے ہی فاصلے پر اوندھی پڑی ہوئی تھیں۔

اس نے اُن پر اُچھلتی ہوئی سی نظر ڈالی اور پھر اسلحہ کے نیچے والے غار کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس بار مشین گن کے قریب کوئی کھڑا نظر آیا۔ لیکن روشنی کم ہونے کی بناء پر چہرہ واضح طور پر نہیں دکھائی دیتا تھا۔ اُس نے اونچی آواز میں آہن پوش سے کچھ پوچھا تھا جس کا جواب اُس نے انگشت میں دیا اور جواب ہی سے رہتا نے سوال کا اندازہ لگالیا۔ غالباً اس نے دوسرے آہن پوش کی واپسی کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور آہن پوش نے نہ صرف جواب دیا تھا بلکہ اسلحہ کی سطح کو ہلانے کی تجویز بھی پیش کی تھی!

سطح آہستہ آہستہ نیچی ہونے لگی اور ٹھیک اسی وقت دوسرے آہن پوش کی کھوپڑی کی آواز دی جو شاید سطح پر اوندھا لپٹا ہوا تھا۔ اُس نے ہاتھ ہلا کر اپنے ساتھی کو کسی قسم کا اشارہ کیا تھا!

اسلحہ کی سطح پھر معمول پر آئی۔ رہتا کا دل طلق سے دھڑکنے لگا۔ دونوں سیاہ فام لوگوں نے پڑے ہوئے تھے اور آہن پوش اُن پر اسٹین گن تانے قریب ہی کھڑا تھا!

”تیسرا کہاں ہے؟“ دوسرے آہن پوش نے اونچی آواز میں پوچھا۔
”شاید دوسرے گن میں اتر گیا ہے! تم انہیں دیکھو۔ اُسے پھر تلاش کرنا ہو۔“ اس کے ہاتھ نے ہاتھ ہونے کہا۔ دونوں نے آنکھوں کے لئے انگشت استعمال کی تھی!

جوزف اور جیمسن کو اٹھنے کا حکم دیا گیا۔ وہ ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے کھڑے ہوئے۔

انہار کر رہا اور اُس کے ساتھیوں کے قریب کھڑا کر دیا گیا۔

”اگر وہ سرنگ میں اترے تو ہمیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔“ دوسرے آہن پوش نے کہا ”زیادہ دور نہیں جاسکے گا۔۔۔!“

”جیسا تم کہو!“ اس کے ساتھی نے ٹوک ٹوک کر کہا ”اب بھی نئی طرح ہانپ رہا تھا۔“

”ہم انہیں لے کر چلتے ہیں! اُس کے بارے میں رپورٹ دے دیں گے۔!“

”اُن کا کیا ہو گا۔!“ پہلے آہن پوش نے بیہوش افریقیوں کی طرف اشارہ کیا۔

”ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ دوسرے دیکھیں گے۔ ان پانچوں کے ہاتھ باندھ دو اور لے چلو!“

”میں تو نئی طرح تھک گیا ہوں! تم ہاتھ باندھو! میں گور کر رہا ہوں گا۔!“

دوسرے عقب پوش نے بیہوش آدمیوں کے ہاتھ کھولے اور یکے بعد دیگرے ان پانچوں کے ہاتھ باندھنے لگا۔ رہتا سوچ رہی تھی کہ شاید پھر اسلحہ کی سطح اوپر اٹھے گی اور انہیں اس کے نیچے گلا کر رکھیں لے جایا جائے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ وہ تو انہیں ایک راہداری کی طرف لے چلے۔ راہداری سے پہلے دونوں اُن سے دور جا کھڑے ہوئے تھے اور آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے تھے!

اسن جو رہتا کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا آہستہ سے بولا ”یہ سب کچھ محض تمہاری وجہ سے ہوا۔۔۔۔۔۔“

”مجھے احساس ہے۔۔۔۔۔۔!“ رہتا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ ”مجھے تمہارے ساتھی کا ہانک اس قدر نہیں اترانا چاہیے تھا۔!“

”مجھے تو تم بھی میک اپ میں معلوم ہوتے ہو۔۔۔۔۔۔!“ رہتا نے کہا۔

”تمہارا خیال درست ہے لیکن یہ ہانک نہیں ہے۔“

”پھر بھی اصلی رعیت معلوم ہوتی ہے۔ وہ تمہارا وہ ساتھی کس طرف لٹل گیا۔!“

”میں نہیں جانتا۔ اُس رو خدا ان سے گذر کر ہم چند دینوں تک پہنچے تھے۔ اور ہمارا ساتھی ان کے راستہ دیکھنے کے لئے زینے طے کرنے لگا تھا۔ ہم اوپر ہی کھڑے تھے کہ اچانک دو غزل

اُڑے اور اب تم ہمیں پھر یہیں دیکھ رہی ہو۔!“

”اُس نے کسی سرنگ کا ذکر کیا تھا۔!“

"خدا جانے.... میں نے تو صرف زینے دیکھے تھے۔ ہو سکتا ہے وہ کسی سرنگ ہی کی طرف جاتے ہوں۔!"

"چلو....!" وقتاً آہن پوشوں میں سے ایک نے اسٹین گن سے راہداری کی طرف اشارہ کیا تھا!

کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ پہلی نظر میں کمرہ ہی معلوم ہوتا تھا لیکن حقیقتاً اس کی بناوٹ لفٹ کی سی تھی۔ دروازہ بند کرتے ہی انہیں احساس ہوا کہ وہ جتنی دیر بچے جا رہے ہیں اور کیا کوئی تیز رفتار لفٹ کا تجربہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ ذرا ہی سی دیروں میں ڈوبنے لگا تاہم سب کی یہی کیفیت تھی۔ وہ دیواروں سے ٹکے کھڑے تھے۔

بالآخر زور کا دھچکا لگا اور لفٹ رک گئی.... ڈہنوں پر عجیب سا سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ کادروازہ کھلا اور وہ ایک بہت بڑے کمرے میں داخل ہوئے جہاں متعدد گاڑیاں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ لیکن اس پاس کوئی آدمی نہ دکھائی دیا۔

"جہیں کیا ہو گیا ہے.... تم آگے کیوں نہیں بڑھتے....!" ایک آہن پوش نے دوسرے سے کہا۔!

"میں سوچ رہا ہوں کہ اس کا فیصلہ سیکھیں ہو جانا چاہئے کہ کون کس کی ہوگی....!" دوسرے نے کہا۔!

"مخبرہ پن سے محفوظ ہونے کے موڈ میں نہیں ہوں.... چلو گاڑی پر۔!"

"میرا دلایاں بازوں بہت شدت سے دکھ رہا ہے! میں ڈرائیو نہیں کر سکتوں گا اور پھر کہاں سب کو وہاں لے جاؤ گے۔!"

"پھر کہاں لے جائیں....!"

"مردوں کو یہیں بندھا پڑا رہنے دو۔ عورتوں کو لے چلو۔!"

"میں اس قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔!"

"مردوں کو ختم ہی نہ کر دوں....!"

"شامد تمہارا دل چل گیا ہے۔ انہیں زندہ چھوڑ کر رہا ہے۔!"

ایک بڑی گاڑی کی طرف انہیں چلنے کو کہا گیا۔ جوزف نے بھاڑ سامنے کھول کر دیکھا۔

جی۔ ا وہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور ایک آہن پوش نے کمران کا دروازہ کھولا۔ دوسرا گاڑی کو باہر نکالنے لگا۔ باہر گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔

دوسرا آہن پوش گاڑی کے پچھلے حصے میں قیدیوں کے پاس آ بیٹھا۔ گاڑی کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ اور جھٹکے بھی لگ رہے تھے۔ کسی دشوار گزار راستے پر چل رہی تھی۔

"کچھ بولتے رہو.... تم لوگ.... دم گھٹ رہا ہے....!" آہن پوش نے کہا۔

"بہت دیر سے ایک مسئلے پر غور کر رہا ہوں۔" جیمسن بولا "وہاں اس ہال میں چربی کی بدبودار اطنبیں کیوں روشن تھیں۔!"

"بھلا اس کی اہمیت کیا ہے کہ تم اس کے بارے میں سنجیدگی سے کچھ سوچنے بیٹھ جاؤ....!"

"سوچنے کی بات ہے مخبرہ۔ ریٹا....!"

"میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو!" وقتاً آہن پوش بول پڑا۔ "جہیں اس پر حیرت ہو گی کہ وہاں وہاں برقی قوت سے لفٹ چلائی جاسکتی ہے۔ تو روشنی کا ہزاروں سال پرانا نظام کیوں برقرار رکھا گیا ہے....!"

"ہاں! میں یہی جانتا چاہتا ہوں۔!" جیمسن نے کہا۔

"مجھے خود بھی نہیں معلوم ورنہ ضرور بتا دیتا۔" آہن پوش نے کہا۔

"تم مجھے بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو۔" جیمسن بولا۔

"انہیں اتنا زیادہ اچھا بھی نہیں ہوں۔!"

"آخر ہم لوگ کہاں لے جائے جا رہے ہیں۔!" ریٹا نے انگلیوں میں سوال کیا۔

"ہم جہیں اپنی قیام گاہ پر لے جا رہے ہیں۔ مردوں کو ایک کمرے میں بند کر دیں گے اور تم وہاں ہمارے ساتھ رہو گی۔!"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔!" سارا بھر گئی۔

"مجھ پر مجراض ہونے کی ضرورت نہیں! میں عورتوں سے دور بھاگتا ہوں۔ یہ میرے آدمی کی توجہ ہے۔!"

"لیکن آخر ہم اس طرح کیوں گھیرے گئے ہیں۔!"

"کی میرا سنا تھا ہی تھا کہ گا۔ میں شاعر قسم کا آدمی ہوں۔ عالم بیداری میں بھی خواب

دیکھنا رہتا ہوں۔۔۔۔۔!"

جنس نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اور جوزف تو شروع ہی سے خاموش تھا۔ ویسے دوسروں کی گفتگو کے دوران میں وہ غل اندازی کرنے کی عادت نہیں تھی۔
گازی یکساں رفتار سے چلتی رہی۔ پھر شانہ پورے ایک گھنٹے بعد بڑی تھی۔
آہن پوش پچھلا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔۔۔۔۔ اور اسٹین گن کو جنبش دے کر ان سے
اترے کو کہا گیا۔

یہاں بھی اندھیرا ہی تھا نیچے اترتے ہی تھوڑے فاصلے پر انہیں ہم سی روشنی نظر آئی
گازات کی روشن کمڑکیاں تھیں۔ ان سے عمارت کی جانب چلنے کو کہا گیا۔
عمارت مختصر سی عمارت ہوئی اور اس کی تعمیر میں کسی سلیٹ کو دخل نہیں تھا۔ چوٹے
قسم کے چھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔

عمارت میں پہنچ کر کچھ عرصے میں بند کر دیا گیا۔
"میں لباس تبدیل کرنے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔" ایک آہن پوش نے دوسرے سے کہا۔
"یہیں ٹھہرو۔۔۔۔۔ پھر تم تبدیل کر آنا۔"

"ضرور جاؤ۔۔۔۔۔" دوسرے آہن پوش کے لہجے میں جبراری تھی۔ اس کے چلے جا کر
بعد اس نے ریٹا سے کہا "جو کچھ بھی ہونے والا ہے میں اسے پسند نہیں کرتا۔"

"جب تو تمہارے حصے میں آنے والی محفوظ رہے گی۔" ریٹا بولی۔
"دیکھو کیا ہوتا ہے! میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔"

"ہمیں گن کے سامنے پیش کیا جائے گا۔"

"فی الحال تو ہماری ہی خوشی میں ہو۔ ویسے میں پھر بتاتا ہوں کہ میرا ساتھی ہی سب کچھ
ہے۔ میں بہت کم ہوش میں رہتا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد دوسرا آہن پوش واپس آ گیا۔ وہ سلاہ کسی سفید قام قوم سے تھیں۔
اور اب سفید قمیض اور سفید چٹون میں ملبوس تھا۔
اس کے آتے ہی دوسرا آہن پوش اٹھ گیا۔ اس کے ساتھی نے کہا۔ "جلدی کرو۔"

وہ کچھ کہے بغیر چلا گیا۔

"ہمارے ہاتھ کب تک بندھے رہیں گے۔" ریٹا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"خاموش بیٹھی رہو۔ اور ہمارا شکر یہ ادا کر دو کہ ہم نے تمہیں زندہ رہنے دیا ہے۔"

"میں ہاتھ کھولنے کو کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔"

"ہاتھ بندھے ہی رہیں گے۔"

"یہ درستگی ہے۔۔۔۔۔"

"میں درست ہی ہوں۔۔۔۔۔"

ریٹا کچھ کہنے والی تھی کہ دوسرا آہن پوش واپس آ گیا۔ لیکن اس نے اپنے ساتھی کی طرح
جسم پر سے فواد کی خول نہیں اتارے تھے۔ اس کے ساتھی نے حیرت سے کہا "تم کیا کرتے
ہو رہے ہو۔"

"پہلے یہ ملے ہو جانا چاہئے کہ کون کس کی ہے۔۔۔۔۔"

"کیا یہ قوتی کی باتیں کر رہے ہو۔ اسے دونوں ہماری ہیں۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔"

"آہن پوش نے اس کی گردن پر اسٹین گن کی ٹال رسید کر دی اور وہ دم سے فرش پر
اگر پھر دوبارہ نہیں اٹھ سکا تھا۔"

پھر جیسے ہی آہن پوش نے اپنا فواد کی خود اتار دیا۔ وہ دونوں اٹھ چکیں۔ یہ تو ان دونوں سیاہ
اور مساقیت مآب ساتھی تھا۔ اور انہیں اعتقاد انداز میں دیکھے جا رہا تھا۔

"تم۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔" ریٹا نکلائی۔

"اندر بھی ایک آدمی تھا۔ اسے بھی ٹھیک کر آیا ہوں۔" عمران نے بڑی سادگی سے کہا اور
کھانسی کر ریٹا کے ہاتھ کھولنے لگا۔ پھر سادہ کے ہاتھ بھی کھول دیئے تھے اور انہیں رسیوں

پر لٹا کر آدی کے ہاتھ بھر باندھ دیئے۔

"تم نے تو کمال ہی کر دیا۔" سادہ بولی۔ "اس سے کس طرح بچے تھے جو تمہاری
فاد میں کیا تھا۔"

"اس کی باتوں۔" عمران نے شہادی سانس لے کر کہا۔ "اب اس کے لئے دل دکھ رہا ہے۔"

پذیر ہوتی ہیں وہ برقی قوت کی رہیں منت ہیں۔ وہ اسے روحوں سے مشوب کرتے ہیں۔ قربان گاہ کے وفادار ہو جاتے ہیں۔ قربان گاہ سے جاری ہونے والے انکلمات کی قبیلہ میں ہیں۔ اس قربان گاہ کے توسط سے ہماری تحریک کالوں میں جڑ پکڑ رہی ہے۔ ان کے فزیشن بھی علم نہیں ہے کہ وہ سب برقی توانائی کے کھیل ہیں۔

"لیکن جنہوں نے ہمیں گھیرا تھا وہ بھی تو کالے ہی تھے۔۔۔ اور وہاں کالا سکی لکام الکی تحویل میں تھا۔"

قیدی ہنس پڑا۔۔۔ اور کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ بولا۔ "وہ سیاہ فام نہیں تھے۔۔۔ سیاہ بنائے گئے تھے۔"

عمران بڑی تیزی سے اپنی پیشانی پر پھیلی رگڑے ڈال رہا تھا۔ اسے سوسا اور کینٹن کا آگے جنہوں نے انتہائی درجے کا تشدد برداشت کرنے کے باوجود بھی اپنی تحریک کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ سوسا تو تشدد برداشت کرتے کرتے مر بھی گیا تھا۔ چونکہ انہیں تشدد کے توسط سے اس جال میں پھانسا گیا تھا اسی لئے ان کی زبانیں نہیں کھلوائی جاسکی تھیں۔ وہ قربان کے وفادار تھے اس قربان گاہ کے وفادار تھے جہاں انکے بزرگوں کی رو میں آیا کرتی تھیں۔ وہ سب خاموش تھے اور قیدی انہیں عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نے کہا "تم لوگ کہیں سے آئے ہو۔ کسی کے بھی ایجنٹ ہو، لیکن ہو سفید فام ہی۔ اس کے ہمارے مشن سے ہم رومی ہونی چاہتے۔"

"اگر تمہارا مشن ہم پر واضح ہو جائے تو ہم اس پر بھی غور کر سکتے ہیں۔" عمران اگلی بات پر فریقہ کو سفید فاموں ہی کی گرفت میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ بڑی طاقتور کی چیقلش کی بناء پر ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ یہ ناممکن نظر آ رہا ہے۔"

"تمہاری بات کچھ کچھ کچھ میں آرہی ہے۔"

"ہر سمجھ دار سفید فام ہم سے متفق ہو جائے گا۔"

"کیا خیال ہے۔" عمران نے ریٹا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بات سمجھ میں آنے والی ہے لیکن اس پر مزید غور کرنا پڑے گا۔"

"ضرور غور کرو۔ ہم کسی کو کسی بات پر مجبور نہیں کرتے۔ خیر اب میرے ہاتھ

"مزید غور کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔" عمران نے کہا۔

"مجھے اس طرح پاندھ رکھنا تم سکون کیلئے بے حد خطرناک ثابت ہو گا۔"

"وہ کس طرح؟"

"میں یہاں اس قیادت میں تھا نہیں ہوں۔"

"اس کو نکلے کو بھی ہم نے قابو میں کر لیا ہے۔ بے فکر ہو۔"

"تم نہیں سمجھ سکتے کہ کیا کر بیٹھے ہو۔"

دوسرے بھی! تم لوگ بھی تو کچھ بولو۔" عمران نے نے دوسروں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہاں کہاں تک سر ہادوں۔"

"ہم بھی اس پر متفق نہیں ہیں کہ کوئی سمجھو نہ ہوئے بغیر کسی قسم کی رعایت دی جائے۔"

"کیا؟" دیکھو تم جو مناسب سمجھو۔"

"مالی پیٹ شیطان کا گھر ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ پہلے پیٹ

"عمران بولا۔"

عمران کو دوسرے کمرے میں پلٹے کا اشارہ کر کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران

اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ دوسرے کمرے میں پہنچ کر وہ اس کی طرف مڑی اور بولی

"وقت ضائع کر رہے ہیں۔"

"کچھ تو ابھی تک اس کی اطلاع نہیں ملی۔"

"تم کہتے کیوں نہیں۔۔۔ وہ ہمیں کس ارادے سے لایا تھا اور اب کیسی باتیں کر رہا ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے۔"

"ما مطلب۔۔۔"

"اب ہمارے کہ اب باقاعدہ طور پر تحریری درخواست پیش کرے۔"

"اب وہ ہے ہو۔۔۔۔۔" ریٹا ہلکا سا اٹھی۔

"مطلب یہ کہ۔۔۔۔۔ کچھ نہیں! میں پہلے ہی کہہ رہا ہوں کہ پیٹ بھرے بغیر کام

نہیں ہو گا۔ کم از کم میں تو جو کہ کوئی وحشت کی بات سوچ ہی نہیں سکتا۔"

"کی جلدی ممکن ہو اپنا پیٹ بھر لو۔"

آدھے گھنٹے بعد وہ کھانے کی میز پر تھے اقدی کے ہاتھ کھول دیئے گئے تھے اور اُسے ساتھ ہی بٹھایا گیا تھا۔ جوزف نے گوشتے سیاہ فام آدمی کو پہلے ہی کھلا دیا تھا۔ اور ایک لمبائی و ہسکی کی بوتلیں برآمد کر کے حق نفس مارہ ضبط کر لی تھیں۔ اور اب کھانے کی میز پر بائیں تھا۔ عمران نے اُسے غور سے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

"تو بہت چمک رہا ہے۔" بلاغ موضوع پر اظہار خیال کرتی دیا۔

"خوشی کی رات ہے ہاں! میرا خسارہ پورا ہو گیا۔" جوزف نے بوسے لب سے کہا۔

"تو اسے خوشی کی رات کہہ رہا ہے۔ آخر کس بنا پر..."

"دو چار دن اور زخم دورہ جاؤں گا۔"

"میں سمجھا اٹا ہوں تو نے اپنی کوئی ضرورت غیر متوقع طور پر پوری کر لی ہے۔"

"تمہارے علاوہ مجھے اور کون سمجھ سکتا ہے ہاں! لیکن میں اس میں کسی کو بھی حصہ

لگانے دوں گا۔"

"بس! اس موضوع پر بات ختم۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

رینا نے قیدی سے پوچھا۔ "یہاں سے ہم کہاں لے جائے جائیں گے۔"

"اگر کہیں نہ جانا چاہو تو یہاں بھی رہ سکتے ہو۔ کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ البتہ اب یہاں

میں تمہاری واپسی ناممکن ہے۔"

"ہمارا مصروف کیا ہو گا؟" شہپر و نے پوچھا۔

"ہم تمہیں اپنی آئیڈیالوجی کی تعلیم دیں گے۔"

"یہ معلوم کئے بغیر کہ ہم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔"

"ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم تو تمہیں زیر ولینڈ کا شہری بنانے کی کوشش

کے۔"

"یہ کام تو تم فوری طور پر شروع کرو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"یہ اتنا وقت لینے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس کے کچھ اور ساتھی بھی یہاں آجائیں

بولی اور جنس اُسے پیاد بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" عمران نے اُسے اردو میں ٹوکا۔ "اپنے حواسوں میں رہنا مگر تم

پورے پورے ہو جاؤ گے۔"

"مجھے ایسی ہی جسامت والی عورتیں پسند ہیں۔"

"تم یہاں عورتیں پسند کرنے نہیں آئے۔"

"سامنے بڑ گئی ہے تو پسند بھی آئے گی جناب۔۔۔ میرے بنیادی حقوق سلب نہ فرمائیے جو

ان کی پلیر۔۔۔"

"آلو کھاؤ آلو۔ زیادہ اونچے اٹنے کی کوشش نہ کرو۔"

"یہ تم کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو۔" رینا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"تجربہ دار یہ سوال دہرائی۔ یہ ہماری اپنی اختراع ہے۔ ابھی ہم نے اسے کوئی نام نہیں دیا۔

"فصول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو! میں نے کیا تھا کہ اس کے بارے میں کچھ سوچو۔

اشارہ قیدی کی طرف تھا! ٹھیک اسی وقت قیدی سر اٹھائے بغیر بولا۔

"اگر تم لوگ مجھے مار بھی ڈالو تو یہاں سے نکل کر اپنی دنیا میں واپس نہیں پہنچ سکو گے۔

"ہم خود ہی واپس نہیں جانا چاہتے۔ وہاں رکھائی کیا ہے۔" جنس نے کہا اور عمران آ

گاہ واد طلب نظروں سے دیکھنے لگا۔

"تم لوگ بچھتاؤ گے۔ اگر میرے مشورے پر عمل نہ کیا۔" قیدی نے بھرائی ہوئی آواز میں

کہا۔ "تمہاری یہاں موجودگی کا ظلم اسی وقت مرکز کو ہو گیا ہو گا جب تم نے یہاں قدم رکھا تھا۔"

"تو پھر کوئی نہ کوئی مرکز سے چل ہی پڑا ہو گا۔"

"میں اس معاملے میں اس حد تک باخبر نہیں ہوں۔"

"پھر تمہیں اتنی خود اعتمادی سے بات ہی نہ کرنی چاہئے۔"

کھانے سے فارغ ہو کر عمران نے اُس کے ہاتھ دوبارہ باندھ دیئے اور تجویز پیش کی کہ

ان سے سب لوگ سوتے جاگتے رہیں۔

رات اسی طرح گذر گئی تھی اور کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ دوسری صبح انہیں عمارت

کا محل وقوع سے آگاہی ہوئی تھی۔ خشک چٹانوں کے درمیان اُس کی تعمیر ہوئی تھی۔ چٹانوں

کا محل اگلے کے نیچے ہی سے گھٹا جنگل دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ لیکن ان سے اتڑ کر جنگل تک

نہ تھا۔ ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ چٹانیں بالکل سیدھی کھڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے

اپنے قبیلے سے دور بن نکالی اور گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔ جوزف اور جنسن کو اس نے اس راستے کی نگرانی کرنے کی تاکید کی تھی۔ جس سے وہ کچھلی رات عمارت تک آئے تھے۔ قیدی بدستور قیدی تھا اور اب اس نے اپنی زبان قطعی بند کر لی تھی۔ عمران کا خیال تھا کہ انہیں جو کچھ بھی کر رہا ہے جلد کر ڈالیں۔ ورنہ پھر کسی دشواری میں پڑیں گے۔

”ہمیں علم نہیں ہے کہ ہم کہاں ہیں۔“ رینا بولی ”اس لئے بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھا رہا ہے۔“

”لوھر قدم اٹھایا تو وحرام سے نیچے گئیں۔“ عمران نے چٹان کے سرے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

”تم میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آ سکتے۔“ رینا بھٹا کر بولی۔

”تمہاری سمجھ میں آیا ہوں یا نہیں۔“ عمران نے بیک وقت سارہ اور میجر و سے پوچھا۔

انہوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔

”اچھا تو سمجھنے کی کوشش کرو۔“

”کیا یہ ضروری ہے۔“ سارہ ہنس کر بولی۔

”ان سے پوچھو۔“ عمران نے رینا کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”نہ سمجھ پانے کا شکوہ کیا تھا انہوں نے ارے تم لوگ ذیہرا میں کی تلاش میں آئے ہو۔ مجھے سمجھ کر کیا کرو گے۔“

”ہمیں ذیہرا میں سے کوئی سروکار نہیں۔“ رینا نے خشک لہجے میں کہا۔

”یہ تو کہہ رہی تھیں کہ جلد از جلد اسے دیکھ لینا چاہتی ہیں۔“ عمران نے سارہ کی طرف اشارہ کیا۔

اشارہ کیا۔

”ہمارا مسئلہ ذیہرا میں نہیں ہے۔“

”پھر کیا مسئلہ ہے۔“

”وہ طیارے جو رینڈر ہو کر فضا میں بکھر گئے۔“ رینا نے فور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

”لیکن مجھے صرف تم لوگوں سے سروکار ہے اور کسی چیز کے بارے میں کچھ نہیں پتا۔“

”یہ کہہ گیا تھا کہ ہر معاملے میں تمہاری مدد کروں۔“

”ہمارے دو ساتھی مار ڈالے گئے تم نے کیا کیا۔“ میجر و بول پڑا۔

”تمہاری اپنی حماقت سے مارے گئے تھے۔ بہر حال میری ہی وجہ سے تم جیوں نک گئے ہو۔“

”ہمیں اس کا اعتراف ہے۔“ سارہ بولی ”اور تمہاری ہی وجہ سے ہم بے کوئی جبر بھی نہیں کر سکتے۔“

”مگر تم اس قدر یہ قوف کیوں نظر آتے ہو۔“ میجر و نے ہنس کر پوچھا۔

”یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے تمہارا نہیں۔ ویسے تم لوگ میرے خلاف شکوک و شبہات ہی میں گرفتار ہو گئے۔“

”تم نے اپنا کیا نام بتایا تھا۔“ رینا نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

”آلی موران۔۔۔۔۔“

”پہلے تم مراکشی تھے۔ پھر یوگوسلاویہ کے باشندے ہو گئے۔“

”دن بھر میں کئی ملک مجھے پسند آتے ہیں۔“

”تمہارے ساتھی نے شراب کی ساری بوتلوں پر قبضہ کر لیا ہے۔“ میجر و نے ہاتھ دکھوا کر لہجے میں کہا۔

”ہمیں بھی ضرورت ہے۔“

”اس سے چھین سکتے ہو تو چھین لو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔“

”ہم جھگڑا نہیں کرتا چاہتے۔“ رینا بولی۔

”میں کوشش کروں گا کہ وہ تمہیں بھی حصہ دار بنالے۔“

”ہاں تم نے یہ کس نالہ پر کہا تھا کہ ہم لوگ تمہارے خلاف شکوک و شبہات ہی میں گرفتار ہیں گے۔“

”اس لئے کہ ذیہرا لینڈ کی سب سے بڑی عورت مجھ سے قہرٹ کرتی رہتی ہے۔“

”اوہ۔۔۔۔۔“ رینا نے طنز یہ انداز میں آنکھیں چمکائیں۔ ”بھلا وہ کون ہے؟“

”ٹی قہری بی۔۔۔۔۔ قہریہ یا بمل بی آف یو ایس۔“

”خوب۔۔۔۔۔ تو تم اس کا نام جانتے ہو۔“

”اسی لئے یہاں بیٹھا جاتا ہوں۔ ورنہ کون سے سرخاب کے پر گئے تھے مجھ میں۔“

”وہ تم سے قہرٹ کرتی ہے۔“

”تم دیکھ لو گی۔“

”میں نے تمہارا نام پہلے ہی سمجھ لیا تھا۔“

"ضروری نہیں ہے کہ تم میرا نام بھی سنو۔"
 دفعتاً جنسن دکھائی دیا جو انہی کی طرف دوڑا آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر پانچا ہوا بولا "ایک گاڑی
 ٹالیا اور حرقی آرہی ہے۔"

"یوزف آؤٹ میں ہے نا۔" عمران نے پوچھا۔

"نہی ہاں۔۔۔ نیچے سے دیکھا نہیں جاسکتا۔"

"کیا بات ہے۔" رینا نے پوچھا۔

"راستے پر ایک گاڑی دیکھی گئی ہے جو ٹالیا اسی عمارت کی طرف آرہی ہے۔"

"یہاں سے تو ہم دیکھ لے جائیں گے۔" رینا نے کہا۔

"اُدھر ہی چلو۔ عمارت کے آس پاس چھپنے کے لئے بہت جگہیں ہیں۔"

وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھے۔ جنسن کی نظر خصوصیت سے سارو پر تھی۔ اُس نے

پہلے کے انداز سے محفوظ ہو رہا تھا۔

"آنکھیں نیچی کرونا بھجار۔۔۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"آپ مجھے زندہ بھی رہنے دیں گے یا نہیں۔"

"ارے تو کیا اس کے بغیر مر جاؤ گے۔"

"کیب غریب الوطنی میں آنکھیں بھی بند کر لوں۔"

"یہ اُس قسم کی عورتیں نہیں ہیں جن سے تمہاری تعالیاتی حس کی تسکین ہو سکے۔"

"تم دونوں پیچھے کیوں رو گئے ہو۔ جلدی کرو۔" رینا مز کر بولی۔

"یہ میرا ساتھی عورتوں کے پیچھے ہی رہنا پسند کرتا ہے۔" عمران نے رینا کے قریب

کہا۔

عمارت کے سامنے ہی وہ چند بڑے پتروں کے پیچھے چھپ گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہی

کے انجین کا شور سنائی دیا تھا۔ اور پھر گاڑی بھی سامنے آگئی تھی۔ عمارت کے قریب دُک کر

انجین بند کر دیا گیا۔

وہ آدمی اترے۔ اُن میں سے ایک سیاہو قام تھا اور دوسرا بالور تین معلوم ہوتا تھا۔

"خبردار! جہاں ہوا دیں تھہرو۔" عمران نے لوہی آواز میں کہا۔ "اور اپنے ہاتھ سرو پر رکھو۔"

وہ ٹھٹھک گئے۔ اور پھر آواز کی جانب مڑے۔۔۔ تین راکٹیں اُن کی جانب اٹھی ہوئی
 تھیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لئے۔ سب سے پہلے عمران آگے بڑھا۔

"اُدھو۔۔۔ کیٹین مشاہدہ۔ خوش آمدید۔" عمران نے کہا۔ "مجھے توقع نہیں تھی کہ تم سے
 ۱۱۱ ملاقات ہو سکے گی۔"

سیاہو قام کچھ نہ بولا۔ اُس کی آنکھوں میں اضمحلال کی سی کیفیت نظر آنے لگی تھی۔

وہ انہیں اندر لائے اور اُس کمرے میں بٹھا دیا جہاں اُن کا پہلا قیدی ایک کرسی پر رسیوں سے
 ۱۱۱ ہوا تھا۔

"ہم بڑی مشغلوں سے اپنی جائیں پہنچ سکے ہیں کیٹین مشاہدہ۔" عمران نے کہا۔

"بہز ل کیونے تم سے ہرگز یہ نہیں کہا تھا کہ مہمانوں کا خیر مقدم کی گولو کے میدان میں کیا
 ۱۱۱۔"

"تم کیا چاہتے ہو۔" مشاہدہ نے مردہ سی آواز میں پوچھا۔

"فی المال مجھے اُس زری پر وینکٹ کے بارے میں بتاؤ جو پوریشیا نامی عورت کے زیر نگرانی
 ۱۱۱ کو پہنچایا جا رہا ہے۔"

"مجھے زری منصوبوں سے کیا سروکار۔ میں اُن سے قطعی لاعلم ہوں۔"

"مجھے تشدد پر مجبور نہ کرو۔۔۔"

"تمہاری مرضی اعتبار کرو یا نہ کرو۔"

"ہدو کر موگاڑی کے بارے میں بھی کچھ نہ جانتے ہو گے۔"

"اُس کے متعلق کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔"

"اُوکوئے اور بہرے آدمیوں کی تلاش میں کیوں رہتا ہے۔"

"مجھے اس کا علم ہے کہ وہ ایسے آدمی کہاں بھیجتا ہے۔ لیکن مقصد کا مجھے علم نہیں ہے۔"

"کہاں بھیجتا ہے۔"

"اوسری دنیا میں۔"

"کہا بات ہوئی۔"

"میں نے یہی سنا ہے کہ وہ انہیں قتل کر دیتا ہے لیکن ابھی اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں مل

کا۔"

"کیا قتل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مقتول کا ہڈ گرد پ پیلے ہی معلوم کر لیا جائے۔"

"تم شاید مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ پھر اس مسئلے پر بات کرنے سے کیا حاصل۔"

"یہ کون ہے۔" عمران نے پورچین کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"صرف نام جانتا ہوں۔ ایک گروڈنڈر سے واقف نہیں ہوں۔"

"بہر حال۔ تمہاری اسی تنظیم سے تعلق رکھتا ہو گا۔"

"اسی سے پوچھ لو۔ میں کچھ نہیں جانتا۔"

"یہ تو شاید تم سے بھی زیادہ لاعلم ثابت ہو۔"

مشامبا کچھ نہ بولا۔ لیکن سفید قام آدمی نے کہا "ان فضول باتوں میں کیا رکھا ہے اگر تم

تو جہیں جنرل کیو کے پاس واپس بھجولیا جاسکتا ہے۔"

"شکر یہ! ہم خود ہی کسی نہ کسی طرح پہنچ جائیں گے۔" عمران خشک لہجے میں بولا۔

"خوش فہمی ہے تمہاری۔ ہماری مدد کے بغیر تم یہاں سے نہیں نکل سکتے۔"

"اس مسئلے پر تو بات ہی نہ کرو۔ کیا تم پور شیاسنگٹن کو جانتے ہو۔"

"میرے لئے یہ نام بالکل نیا ہے۔"

عمران نے ریٹا کی طرف دیکھا اور بولا "کیا خیال ہے اب تینوں کو کوئی مادی جالے۔"

کسی کام کے نہیں ہیں۔"

"جیسا تم مناسب سمجھو۔"

"میں ختم کروں یا باہر لے جائیں۔"

"شوق سے ہمیں مار ڈالو۔" مشامبا بولا "لیکن اس کے بعد ہمیں ان پتھروں سے

پھرو گے۔"

"پتھروں سے سرنگھانا میری بانی ہے! سوال یہ ہے کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیتے ہیں۔"

فائدہ ہو گا۔"

"کہہ تو دیا ہے کہ تمہیں کی گواہ پوچھا دیا جائے گا یا جہاں کہو گے۔"

"ہمیں وہاں پہنچا دو جہاں سے تمہارے ہتھوڑے گئے تھے۔"

"یہ تو بالکل ہی ناممکن ہے۔ جو اس طرف ہیں ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ اوہر کیا ہے اور کہاں ہے؟"

"یہاں سے جنگل میں پہنچنے کا راستہ بتاؤ۔"

"میری پہنچ بیٹھ۔ میںیں تک رہی ہے۔"

"اسے تو علم ہو گا۔" عمران نے کرسی سے ہکڑے ہوئے قیدی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"اسی سے پوچھ لو۔ میں نہیں جانتا۔"

عمران نے قیدی کو گھورتے ہوئے پوچھا "کیا خیال ہے۔"

"اگر تمہیں جنگل میں پہنچنے کا راستہ معلوم ہو جائے تو تم ہمارے ساتھ کیا رہنا کرو گے۔"

"بہت اچھا سوال ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ "ہم اپنا

سلمان لئے بغیر جنگل میں داخل نہیں ہوں گے۔" شہپر و بولا۔

"سلمان تو پتہ نہیں کہاں پہنچا ہو گا۔" عمران نے پُر فکر لہجے میں کہا۔

"جب یہی کو پتہ آئے تھے تو تم نے کہا تھا کہ سلمان ان کے ہاتھ لگ گیا ہو گا۔" ریٹا بولی۔

"اچھا تو پھر۔"

"بہتر یہی ہو گا کہ پہلے کی گواہ ملیں۔"

"یہ مسئلہ غور طلب ہے اس لئے فی الحال ان دونوں کو بھی میںیں روکے رکھا جائے۔"

عمران نے کہا اور مشامبا سے سوال کیا "تم یہاں کیوں آئے تھے۔"

"ظاہر ہے کہ تمہیں لوگوں کے لئے آیا تھا۔"

"اگر ہم ہی قیدی ہوتے تو تمہارا رویہ کیا ہوتا۔"

مشامبا کچھ نہ بولا! ایسا معلوم ہوتا جیسے اس سلسلے میں کوئی نیا بصوت تراشنے کی فکر میں ہو۔

ان کا پورچین ساتھی بھی اسے بہت غور سے دیکھنے لگا تھا۔

"بب۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔۔" مشامبا ہکا بکا "ہم سے یہی کہا گیا تھا کہ تمہیں میںیں قید رکھا جائے۔"

"تم کچ نہیں بول رہے ہو۔۔۔۔۔"

"اچھا تو تم ہی بتاؤ کہ ہم یہاں کیوں آئے تھے۔"

"پلو تسلیم کر لیا کہ تم کچ بول رہے ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ تم ادھکات کس سے حاصل کرتے ہو۔"

مشامہانے طویل سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا یو رہین ساقی نہ جانے کیوں اُسے قہر آلود نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے آنکھیں کھولیں اور اس طرح چاروں طرف دیکھنے لگا جیسے ابناک کسی انجمنی ماحول میں پہنچ گیا ہو۔

"کیا خبر ہے؟" عمران اُس کے چہرے کے قریب ہاتھ ہلاتا ہوا۔

"میں کیا ہوں..." مشامہانے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ شہر وئے قوتیہ لکھا۔

"اب انہیں بند ہی کر دینا چاہئے۔" عمران بولا۔

پھر وہ دونوں بھی کمرہوں سے باہر دے دیے گئے تھے۔

"فی الحال یہی مناسب ہے۔" رینا اُس کمرے سے نکلتی ہوئی عمران سے بولی۔

"اُسکے بعد کیا ہوگا۔" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"تم مجھے بار بار غصہ دلاتے ہو۔ ابھی بات نہیں ہے۔"

"میں نے کیا کیا ہے۔"

"تم نے کی گونا گونا بہت اڑا دی تھی۔ حالانکہ وہ ایسی پیش کش تھی کہ ہمارا مقصد حاصل ہو جاتا۔"

"صرف تمہارا۔ میں تو آگے بڑھتے رہنے کا قائل ہوں۔"

"بے سرو سامانی کی حالت میں ہم سڑ جادی نہیں رکھ سکیں گے۔ بلکہ میں تو اپنے ساتھیوں کے بغیر جنگوں میں قدم رکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔"

"اچھا تو اب جا کر اُس سے معاملات طے کر لو۔"

"کب تو اُس نے حافظہ ہی کھو بیٹھنے کی اداکاری شروع کر دی ہے۔"

"جا کر تھوڑا گری آزمائو..."

رینا کچھ کہنے ہی والی تھی جنمسن پھر دکھائی دیا۔ عمارت کی طرف دوڑا آ رہا تھا۔ ان دونوں نے گرفتاری کے بعد وہ پھر جوزف کے پاس چلا گیا تھا۔

"کب کیا خبر لائے ہو۔" عمران نے اُس کے قریب پہنچنے پر پوچھا۔

"میں بائیس مسلح افراد اور حری آرہے ہیں۔"

"کس طرف سے..."

"اُدھر ہی سے جس طرف سے یہ دونوں آئے تھے۔ لیکن وہ مارچ کر رہے ہیں۔ گاڑیوں پر نہیں ہیں۔"

"تم سب را نقلیں اٹھاؤ۔" عمران نے رینا سے کہہ۔ "ہم آگے بڑھ کر انہیں روکیں گے۔ ہائی کرو..."

"کاش اُس کی پیشکش قبول کر لیتے۔" وہ عمارت کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"اور اگر وہ دھوکا دیتا تو کس سے فریاد کرتا۔ تم تو مجھے کسی چرچ کی منتظر معلوم ہوتی ہو۔ پتا لگا اس پیشے میں کیوں آگئیں۔"

رینا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑاتی تھی۔ عمران صاف نہ سن سکا۔



پورا شیا سنگھن انہیں ٹرک سے اترتے دیکھ رہی تھی۔ سب کے سب سیاہ قلم تھے اور لباس بھی سیاہ تھا۔ انہوں نے کام کرنے والے مزدور معلوم ہو رہے تھے۔

پھر انہیں جانوروں کی طرح ایک طرف ہانک دیا گیا۔ اب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو ان کا ٹرک ڈرائیور پورا شیا سنگھن کے قریب آکر اٹھا ہوا۔

"کیا خبر ہے..." پورا شیا نے اُس سے پوچھا۔

"موٹاکاری کہتا ہے کہ اس کھپ کے بعد مزید گئے فراہم نہ کر سکے گا۔"

"میں سمجھتی ہوں۔ اُس کو گتے کے ہسپتال سے فرار ہو جانے کے بعد اسے تکمیل بخیر کیا ہے۔" رینا ہاسوس خاص طور پر گونگوں پر نظر رکھ رہے ہیں۔

"موٹاکاری یہی کہہ رہا تھا مادام۔"

"لہر کوئی بات نہیں ہے۔ دیکھا جائے گا۔" پورا شیا نے کہا اور ایک طرف چل پڑی۔

انہوں نے درمیان سے گزرتی ہوئی اُس عمارت میں داخل ہوئی جسے تجربہ کار کی حیثیت سے جاننا چاہتا تھا۔

انہوں نے کمرے کے سامنے ٹوک کر اُس نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا اور جس نے

دروازہ کھولا تھا یو کھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔ یہ ایک معمر آدمی تھا۔ چہرے پر تڑپ سی ڈالاجی تھی اور سر انگڑے کے چھلکے کی طرح شفاف تھا۔ آنکھوں پر مونے فریم کی تھی۔

”ہلو پر دھیس۔۔۔“ پور شیانے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”بس مادام۔۔۔“ وہ کسی قدر عارف نظر آ رہا تھا۔

”نیچے چلو۔۔۔“ پور شیانے بولی۔

”بہت بہتر مادام۔۔۔“ وہ کسی قدر چٹکچٹا ہٹ کے ساتھ بولا۔ ”لیکن کیا آپ تھوڑی دیر نہیں سکتیں۔۔۔ وہاں کا ماحول فی الحال آپ کیلئے مناسب نہیں ہے۔“

”کیا پروگرام میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔“

”کرنی پڑی ہے مادام۔۔۔ یہاں کی آب و ہوا اس کام کے لئے قطعی مناسب نہیں ہے۔ کسی افراد ضائع ہوتے ہیں تو ایک کی تکمیل ہوتی ہے اور وہ بھی پندرہ دن سے زیادہ زندہ رہتا۔۔۔“

”میں اسی سلسلے میں گفتگو کرنے آئی ہوں۔“

”ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ براہ کرم تشریف رکھئے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد میں آپ کے چلوں گا کچھ کیس منشر ہو گئی ہے اور سبھوں کو کیس ماسک پہنانے پڑے ہیں۔“

”خیر۔۔۔“ وہ ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی ”میں یہ کہنے آئی تھی کہ اس کیمپ کے آدمیوں کی فراہمی ناممکن ہو جائے گی۔ لہذا کوشش کرو کہ کم سے کم ضائع ہوں۔“

”مجھے تو ایک فرد کا ضیاع بھی پتہ نہیں ہے۔ لیکن ٹیکنیکل دشواریاں۔“

”ان پر قابو پانے کی کوشش کرو۔“

”میں نے آب و ہوا کی دشواری بیان کی تھی۔ سیاہ رنگت کی وجہ سے سفید دھاریاں پڑتی ہیں۔ اور یہی سفید دھاریاں اسے ناپائیدار بنا دیتی ہیں۔“

”لیکن تمہارا دعویٰ تھا کہ سیاہ اجسام پر سفید دھاریوں سے اس کی کارکردگی پاپا ہو رہی ہے۔“

”بعض حالات میں نظر بچے اور تجربے میں اختلاف بھی ہو جاتا ہے یہاں اس کے

دراستہ واضح کر دی ہے کہ آب و ہوا کے اختلاف سے بھی فرق پڑ سکتا ہے۔“

”رنگین دھاریوں والے تو اسے ناپائیدار نہیں تھے۔“

”میرا خیال ہے کہ یہاں کی آب و ہوا میں اس کا تجربہ بھی ناکام رہے گا۔ یا اگر کہئے تو کسی

ادامہ عام پر اس کا بھی تجربہ کیا جائے۔“

”نہیں! میں اپنے کسی کارکن کو ضائع کرنا نہیں چاہتی۔ اور پھر یہاں رنگین دھاریوں کی کوئی

مشکل نہ ہوگی۔ زیر اہم کی دھاریوں میں ہی کی بناء پر ہمارا کام آسان ہو گیا ہے اور پھر کالے اجسام پر

دھاریاں نمایاں بھی نہیں ہوں گی۔ اسی لئے زیر اہم دھاریوں کو ترجیح دی گئی تھی۔“

”میں سمجھتا ہوں مادام۔۔۔“

”بہر حال ابھی بہت کام باقی ہے اور اسی لئے زیر اہم کا وجود بے حد ضروری ہے۔“

”مجھے احساس ہے مادام۔ میں ابھی آپ کو دکھاؤں گا کہ طریق کار میں کیا تبدیلیاں کی گئیں

اور ان کے تحت ہم پہلا تجربہ کرنے جا رہے ہیں۔“

”اس تجربے کے متوقع نتائج کیا ہو سکتے۔“

”شاید اس کی زندگی کسی قدر طویل ہو جائے۔“

”لیکن یہ ایک کیلئے پانچ ضائع ہو رہے ہیں۔“

”میں کیلئے کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا مادام سنگھن۔۔۔ کیا آپ میری گفتگو مادام فی تھری بی

کے لئے کر سکتی ہیں۔“

"فی الحال ناممکن ہے ایک نکلہ دو اپنے ملک کی حکومت کی کڑی نگرانی میں ہے.... ایک طرف سے نظر بند سمجھ لو...."

"وہ عجیب آدمی تھا۔ اُس نے کبھی مکمل کربات نہیں کی۔ اپنی عورت کے دہانے میں قلعہ بنی طرح وہ چاہتی تھی اسی طرح وہ کام کرتا تھا۔"

"آپ اس قصے کو ختم کرو۔ جیسا کہ سب کچھ اُس کی مدد کے بغیر کرتا ہے۔"

"وہ تو ہم کر رہے ہیں۔ ظہیر نے اُن کے لیے کی پوزیشن معلوم کرنا ہوں۔"

اُس نے فون کا ریسیور اٹھا کر ایک نمبر پر نہیں کیا اور بات چیت میں بولا "یہاں مدام سکا"۔
تشریف فرما ہیں۔ کام کا جائزہ لیں گی وہاں کیا پوزیشن ہے۔"

کچھ مشتارہ پھر ریسیور کر لیل پر رکھ کر بولا "مزید چند رو میں صحت اور قلب کے مدام۔"

"اؤہ.... ظہیر.... سب سے ضروری بات تو بھول ہی گئی۔ اُس انڈے کا کیا رہا۔"

"تیار ہے مدام.... اور آپ کی ہدایت کے مطابق وہیں بھجوا دیا گیا ہے لیکن میں ابھی اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔"

"مطلب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ انہیں فتویٰ لیا میں الجھائے رکھا جائے اور اصل کام کرتے رہیں۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا مدام...."

"آپ سے چھوڑو۔ مجھے اُس انڈے کے بارے میں بتانا۔"

"اتنا بڑا بنایا گیا ہے جس کے اندر ایک انسانی سر سمائے! قریب سے بھی وہ سر گواہ پست ہی کا معلوم ہوتا ہے لیکن جیسے ہی اُس پر کسی کمرے کی فلش کن کی روشنی پڑے گی پکھل کر اپنی مابیت بدل دے گا اور اتنی تیزی سے زمین میں جذب ہو گا کہ وہ اُس پکھلے مادے کو تجربے کے لئے حاصل نہ کر سکیں گے۔"

"فرض کرو انہوں نے اُس کی تصویر لینے کی کوشش نہ کی تو فلش کن کی روشنی کبھی آئے گی...."

"اگر تصویر نہ لی گئی تو وہ اُسے وہاں سے ہٹانے کی کوشش تو ضرور ہی کریں گے۔"

"ہاں یہ تو ہو گا...."

"میں بھی کوشش اسے ضائع کر دے گی لیکن اس صورت میں وہ دھماکے کے ساتھ پھٹے گا اور وہ چار جانبیں ضائع ہو جائیں گی...."

"وہ مری صورت مجھے پسند نہیں آتی۔ اس معاملے کو اتنا ہی بے اسرار ہونا چاہئے کہ وہ کوئی انسانی کارنامہ نہ معلوم ہو۔"

"آپ یقین کیجئے کہ وہ فوری طور پر اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے جتنی دیر میں کسی فیصلے پر انہیں کے کسی نہ کسی کمرے کی فلش کن ضرور چل جائے گی۔"

"کیا یہاں اُن میں سے کوئی موجود ہے...."

"ہی ہاں.... تجربہ گاہ میں ایک اور ہے لیکن اُس کے اندر والے پیرے پر زہر کی دھاریاں ابھی نہیں ڈالی گئیں۔"

"وہاں تو مکمل ہی پہنچایا گیا ہو گا...."

"کیا ہاں.... اؤہ.... اب پوری بات میری سمجھ میں آگئی اور اصل ہم صرف اپنے کام سے رہتے ہیں۔ اس لئے توجہ اور دھرم مذہب نہیں ہوتی۔ ورنہ بالکل سامنے کی بات تھی۔"

"کیا سمجھے؟"

"آپ انہیں زیر زمین کی پیدائش کے سلسلے میں الجھن میں ڈالنا چاہتی ہیں۔ لیکن مدام اس میں تو صرف سری ہٹا سکتا ہے۔"

"اُس کی فکر نہ کرو.... اس کے بعد بھی انہیں متحدہ انڈوں سے مختلف صورتوں میں سہاوت کا.... یعنی جسم کے اعضاء.... اور وہ ابھی نہیں رہیں گے۔"

"یقیناً مدام ایسا ہی ہو گا۔" پروفسر نے کہا۔

قہری دیر بعد اُسی عمارت کے ایک گوشے سے لگی ہوئی لفٹ انہیں فرش کے نیچے لے گئی۔ آخر یہ جگہ میں پہنچے۔ تجربہ گاہ کیا تھی ششے کا گھر تھا.... پروفسر اسے اُس صے میں لے گیا جہاں

ہم کو کونوں کو تجربات کے مختلف مراحل سے گزارا جاتا تھا۔ اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اُن کی ہچکچاہٹ تھی لیکن ایسا لگتا تھا جیسے کچھ کر گزرنے کی سکت اُن سے چھین لی گئی ہو۔

"اوں.... ہم اس تجربے کے سلسلے میں کسی نئے ذائقے کا ذکر کر رہے تھے۔" پروفسر نے کہا۔

"ہاں مدام... اب ہم پہلے انہیں منجھ کر دیں گے۔ اور اسی حالت انہیں اس سرطے سے گزاریں گے جس میں جسم پر سفید دھاریاں پڑتی ہیں۔"

"اس سے کیا ہوگا۔"

"ان کے اعصاب اس کرب سے محفوظ رہیں گے جو دھاریوں والے سرطے سے گزرتے وقت ان پر طاری ہوتا ہے۔ انہماک کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اس وقت مردہ ہوں گے جب دھاریوں والے سرطے سے گزاریں گے۔"

"تو تمہارا خیال ہے کہ وہی کرب ان کی زندگی مختصر کر دیتا ہے۔"

"ہاں مدام... ہم اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔"

"خیر تجربے کے اس نئے زاویے کو بھی پرکھ لو۔"

"مجھے امید ہے مدام کہ ہم کامیاب ہوں گے۔"

پور شیا کچھ نہ بولی۔ دفعتاً ایک آدمی تیزی سے ان کے قریب پہنچا۔ اور بولا: "داماد آپ کو کوئی ضروری پیغام ہے۔ آپریشن روم سے اطلاع آئی ہے۔"

"اوہ اچھا... پروفیسر میں مطمئن ہوں۔ لیکن انہماک کا تجربہ بیک وقت کئی افراد پر کیا جائے۔ پہلے صرف ایک فرد کو اس سرطے سے گزارا جائے۔"

"بہت بہتر مدام۔"

پروفیسر ان کے ساتھ ہی اوپر آیا تھا۔ اور پور شیا تجربہ نگاہ سے نکل کر اس مہم پر توجہ کی طرف روٹنے ہو گئی تھی آپریشن روم کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

دونوں آپریشن روم نے ایک ہی کوڈ کیا ہوا پیغام اس کی طرف بھجوا دیا۔

"زیل۔ ایل۔ تھرنی سکس۔ رپورٹ نو ہیڈ کوارٹرز۔ ان پانچوں کو گرفتار کر کے قربان گاہ میں پہنچایا گیا۔" تھوڑی دیر بعد تین سیاہ فام کی گولو کے میدان میں داخل ہوئے۔ دو فوجی اور ایک

تھے۔ اور تیسرا اسداہ لباس میں۔ انہیں بھی گرفتار کر کے قربان گاہ میں پہنچایا گیا۔ وہاں ہنگامہ ہمارے چار آدمی مارے گئے اور دو فرانسیسی مارے گئے پھر اسی دوران میں انکشاف ہوا کہ

لباس والا سیاہ فام حقیقتاً افریقی نہیں تھا بلکہ سیاہ نماسک چہرے پر چڑھائے ہوا تھا! ظالم جنرل نے انہیں

انہماک کا باشندہ نہ جانے کہاں قابو ہو گیا۔ ہاتھ نہیں آ سکا۔ بہر حال دونوں آہن پوش پانچ قیدیوں کو قربان گاہ سے لے گئے۔ لیکن وہاں آج تک نہیں پہنچ سکے۔ جہاں قیدیوں کو لے جانے کی نوبت کی گئی تھی۔ اور اینڈ آئل۔۔۔۔۔"

پور شیا نے تین بار اس مختصر رپورٹ کا جائزہ لیا تھا۔ اور وہ خود بھی کانڈ کے ایک کلاس پر تھیں۔

"فرام ہیڈ کوارٹر نوڈیل۔۔۔۔۔ ایل۔۔۔۔۔ تھرنی سکس۔ جنوبی ایشیائی کی تلاش میں بے حد ضروری ہے۔ آہن پوشوں کے کوڈ نمبروں سے ہیڈ کوارٹر کو آگاہ کیا جائے۔ انہیں بھی تلاش

کے قیدیوں سمیت اسپاٹ سیون پر پہنچایا جائے۔ اور اینڈ آئل۔"

کانڈ کا ٹکڑا آپریشن کی طرف بڑھا کر اٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کا آثار تھے۔



عمران نے دور بین آنکھوں سے لگائی۔ وہ لوگ فوجیوں ہی کے سے انداز میں اس راستے پر

گھس رہے تھے جو اس عمارت کی طرف آتا تھا۔

"ظہرو۔۔۔۔۔ ابھی ظہر ہے۔" اس نے جنمسن سے کہا جس نے ابھی ابھی اپنی رائفل کا بولٹ

دیکھ کر رہ کر رہے ہو پاس اوہ جلد ہی قریب پہنچ جائیں گے۔" جوزف بولا۔

"اور اور آگے آئے دو۔۔۔۔۔ تاکہ وہ دو ذکر چہروں کے پیچھے چلنے لے سکیں۔"

ابھی بات ہے پاس! ہوتا تو یہی چاہئے کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے ورنہ اگر کوئی

فرار ہو جائے تو مزید مکمل لے آئے گا۔"

اس کی موجود ہے تیرے اندر۔۔۔۔۔ اچھا تو جتنی تیزی سے جاسکتا ہو۔ اس چٹان کے پیچھے

بھاگنے والوں کا رخ اسی طرف ہوگا۔"

"بہت بہتر پاس۔۔۔۔۔" جوزف نے کہا اور جھکا ہوا اسی سمت دوڑنے لگا بعد عمران نے

انہماک جنمسن متحیرہ کیا۔ کیونکہ اس طرح دوڑنے سے اس کے ذہنی جوتوں نے ہلکی سی

آواز بھی نہیں نکالی۔

جوزف اس چنان کے پیچھے پہنچا ہی تھا کہ عمران نے اونچی آواز میں "فائر" کہا اور نیچے آواز والوں پر تین اطراف سے گولیاں برسنے لگیں۔ وہ بوکھلا گئے۔ اُن میں اتنی جھیل گئی۔ گولیاں کھار کھا کر گر رہے تھے۔ ایک بھی کسی پتھر کی اوٹ میں پناہ نہیں لے سکا تھا۔

اب پھر وہی پہلے کا سناٹا فضا پر طاری ہو گیا۔ عمران نے اونچی آواز میں جوزف کو پکارا کہ وہ جہاں ہے وہیں ظہرے۔۔۔۔۔ پھر جنسن سے بولا۔ "سوال تو یہ ہے کہ وہ آخر کتنی دیر سے خارج کرتے ہوئے کیوں آرہے تھے۔ یہ راستہ ایسا ہے کہ اس پر گاڑیاں بھی آسکتی ہیں۔" "اس پر تو میں نے خود ہی نہیں کیا تھا۔"

"یہ سوال پہلے ہی سے میرے ذہن میں تھا۔" عمران نے کہا۔

"خالی آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ قریب ہی کہیں سے آئے تھے۔"

"اور وہاں ابھی کچھ اور لوگ بھی ہوں گے جو فائروں کی آواز سن کر اوپر وہ زینیں لے کر دفعتاً جوزف نے پھر ایک فائر کیا۔ نیچے گرے ہوؤں میں سے ایک نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔ دوسری گولی لگتے ہی کئی فٹ اوپر اچھلا اور پھر ڈھیر ہو گیا۔"

"تب تو ہم نے شاید جلد بازی سے کام لیا ہے۔" جنسن بولا۔

"نہیں یہ غلطی تو کرنی ہی تھی ورنہ وہ عمارت تک پہنچ جاتے۔"

"کیا میں دیکھوں کہ اُن میں سے کوئی زندہ تو نہیں ہے۔"

"نہیں۔۔۔۔۔ چپ چاپ بیٹھے رہو۔۔۔۔۔ اگر آس پاس کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں تو وہ ضرور آئیں گے۔"

"لیکن آپ نے اُن تینوں کو عمارت میں واپس بھیج کر اچھا نہیں کیا ہے؟ وہ عمارت ڈالواں ڈول ہو رہی تھی۔ انہیں ساتھ ہی رکھنا تھا۔"

"خواہ مخواہ بکواس کر کے دماغ خراب کرتی ہے۔"

اور ٹھیک اُسی وقت عقب سے ریٹا کی آواز آئی "یہ کیا کر ڈالا تم نے؟"

"تم موجود نہیں تھیں ورنہ تم سے اجازت لے کر کرتے۔" جنسن بھٹکا کر بولا۔ "پھر اس سے اوپر آجائے۔۔۔۔۔ میرے قریب ابھی خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔"

"پتا نہیں وہ لوگ کون تھے۔"

"یہاں اس دیرانے میں کون کون لوگ ہو سکتے ہیں۔" عمران نے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے تنزانیہ کے کسی فوجی کیمپ کے لوگ ہوں۔"

"چینی ناکوں اور گندی رنگت والے۔" عمران نے پھر سوال کیا۔

"اتنی دور سے کیسے اندازہ لگایا۔"

"لیڈ لگا سزا ہیں میرے پاس۔۔۔۔۔"

"اب کو تو سا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔" ریٹا نے جنسن سے پوچھا۔

"عورت جو مفتر کھا کر مارتی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔۔۔۔۔"

"بہت بہتر محترمہ۔۔۔۔۔ مناسب یہی ہو گا کہ واپس جاؤ۔"

"ہرگز نہیں۔۔۔۔۔ اب میں تمہیں کوئی اہمقانہ قدم نہیں اٹھانے دوں گی۔"

ٹھیک اسی وقت دور سے موٹر سائیکلوں کا شور سنائی دیا تھا۔ اور ریٹا چونک کر آواز کی سمت بھاگ گئی تھی۔

"اوپر نہیں اُڑو۔۔۔۔۔" عمران بولا۔ "اوپر صرف بازگشت ہے۔"

اور پھر تین موٹر سائیکل سوار دکھائی دیئے۔ لیکن شاید لاشیں دیکھ کر انہوں نے اپنی گاڑیاں اُڑانے کی کوشش کی تھی۔ ٹھیک اُسی وقت اوپر کی تینوں رائفلیں گولیاں اٹکنے لگیں۔ تینوں اچھل پھل کر گرے تھے اور ان کی گاڑیاں بھی گر کر دور تک کھسکتی چلی گئی تھیں۔

"قت۔۔۔۔۔ تم لوگوں پر دیوانگی طاری ہو گئی ہے۔" ریٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسے حالات میں یہی ہوتا ہے محترمہ۔" جنسن آہستہ سے بولا اور اُسے آنکھ مار کر اُڑانے لگا۔

"شت آپ۔۔۔۔۔"

"لہذا کی قسم میں کالا نہیں ہوں۔ یہ ٹیک آپ ہے! اگر میری اصلی شکل دیکھ لو تو رحم ہی ملے گی۔"

"کیا تم اس سے زبان بند رکھنے کو نہیں کہہ سکتے۔" ریٹا نے عمران کو مخاطب کیا۔

"بہالت جنگ ہم سب ایک جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور غیر جنگی معاملات میں کوئی کمر پر اپنی برتری مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ عورتوں کا رسیا اور میرا دشمن جانی ہے۔ کیونکہ میں عورت اور مرد دونوں کو ایک گھاٹ پانی پلاتا ہوں۔"

"اچھا تم بھی خاموش رہو۔"

"لیکن تم بولتی رہو...." جنسن نے کہا۔

"خاموش ہو جاؤ...." عمران نے اردو میں کہا۔ "تھو ابھی ختم نہیں ہوا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"پہلے پیدل.... پھر موٹر سائیکل.... اب ہو سکتا ہے کہ کسی تیلی کوپٹر سے ساتھ ہاں جائے۔"

موٹر سائیکلوں کے انجن بند نہیں ہوئے ہیں۔ ان کا شور اور تیلی کوپٹر کی آواز کہیں کد نہ ہو جائے اس لئے اپنے کان کھلے رکھو...."

رینا شانہ مرنے والوں کا شمار کر رہی تھی.... جنسن نے اسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ نہ فرمایا۔ رینا نے تھوڑی دیر بعد کہا "کل سے اب تک تم لوگوں نے سٹائیکس آدمی مارے ہیں۔"

"ایسے حالات میں تم لوگ کیا کرتے؟" جنسن نے پوچھا لیکن رینا خاموش ہی رہی۔ عمران نے جنسن سے اردو میں کہا "اس عورت کو سبیل رو کے رکھنا میں ابھی آیا۔"

"بہت بہتر یورنجیٹی۔"

عمران تیزی سے ڈھلان میں اترتا چلا گیا۔ رینا نے مز کر دیکھا ضرور تھا لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔ جنسن نے اس سے کہا "تم میرے پاس کی باتوں کا براہ امت مانتا کرو۔ دل کا برا نہیں ہے۔"

"اس مشورے کی ضرورت...."

"آپس میں ایک دوسرے کو سمجھ لینے سے بہتری انجھنیں رفع ہو جاتی ہیں۔"

"ہمیں ایک دوسرے کی ذاتی انجھنوں سے کیا سروکار۔ میں ذاتی طور پر رشتہ و غنہ سے ہی رہنا چاہتی ہوں۔ تو پھر کیا تم لوگ میری وجہ سے احتیاط برتو گے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم صرف سیاست دانوں کے درمیان کام کرتی رہی ہو۔"

"تمہارا خیال درست ہے اڈیو جنگ فیلڈ...."

"تب پھر اس کام کیلئے تمہارا انتخاب غلط ہوا ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔"

"اور محترمہ سارو۔"

"میں نہیں جانتی آپ سوں شام تک ہم ایک دوسرے کے لئے قطعی انجھی رہے ہیں۔"

"موسیو فچر، کسی قدر خوش مزاج واقع ہوئے ہیں۔"

"تمہارا پاس ابھی تک میری کچھ میں نہیں آیا اور.... تم شانہ اُسے یورنجیٹی کہہ کر تھپ کر رہے ہو۔"

"بادشاہوں کو اور کس طرح مخاطب کرتے ہیں۔"

"کہاں کا بادشاہ ہے۔"

"بر حال میں مست رہنے والے بادشاہی ہوتے ہیں۔"

"صورت سے اول درجے کا اتق معلوم ہوتا ہے۔"

"بس محترمہ! حد سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔"

"تم لوگ چڑچڑے بھی ہو۔"

جنسن کچھ نہ بولا.... وہ اس طرف متوجہ ہو گیا تھا جہاں لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا کہ عمران موٹر سائیکلوں کے انجن بند کرنا پھر رہا ہے!

رینا بھی اُدھر ہی متوجہ ہو گئی۔ موٹر سائیکلوں کے بعد وہ لاشوں کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ اس نے لاشیں دیکھ کر کانٹھوں کے قریب لا کر بولا۔

"کوہ.... دو کار تو سوں کی بیٹیاں اتار رہے ہیں۔"

رینا کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس آیا تھا۔ لیکن کار تو سوں کی بیٹیاں ساتھ نہیں لائیں۔

"میرا خیال ہے کہ فی الحال کوئی خطرہ نہیں ہے! ہمیں واپس چلنا چاہیے۔ لیکن تم تو کم ایک کو ہاری باری سے راستے کی گھرائی کرنی پڑے گی۔"

"کار تو س نہیں لائے۔" رینا نے پوچھا۔

"خاصا وزن تھا۔ ایک جگہ پھنسا آیا ہوں۔ ضرورت پڑنے پر حاصل کئے جا سکیں گے۔"

”تم دونوں کے آنے سے قبل وہ آدمی جس قسم کی باتیں کرتا رہا تھا اگر تم سن پاتے تو شاید اسے خود ہی گولی مار دیتے۔“ عمران نے کہا۔

”کیسی باتیں کر رہا تھا۔“

”آسی کے سامنے بتاؤں گا! قربان گاؤں کے نام پر جو فریاد کیا گیا ہے کیا تم اس سے ناواقف ہو؟“

”وہاں قدیم زمانے کی مشعلیں جلائی جاتی ہیں جبکہ جدید ترین برقی نظام موجود ہے۔“

”میں نہیں جانتا کہ وہاں کوئی برقی نظام موجود ہے۔“

”میں وہیں سے گزر کر آیا ہوں۔ وہاں جو رو جلائی کر شے دکھائے جاتے ہیں وہ برقی نظام کے مرہون منت ہیں۔“

”مم... میں نہیں جانتا... لیکن یہ ناممکن ہے... میں نے خود... دیکھا تھا... اور وہ

نظام کا کرشمہ ہرگز نہیں معلوم ہوتا۔ میں قربان گاؤں کے اوپر نیچے تک ایک چمکیا غبار بھاگتا

اور اس غبار کے درمیان میں نے عظیم چاکا کی روح دیکھی تھی... وہ بول رہی تھی... میں

اس کی آواز سنی تھی... وہ غبار کسی برقی نظام کا مرہون منت ہرگز نہیں ہو سکتا۔“

”وہ زیرو لینڈ والوں کا ٹیلی ویژن ہے اور میں اسے بر سوں پہلے سے جانتا ہوں۔ میرے

کوئی نئی چیز نہیں۔“

”میں یقین نہیں کر سکتا۔“

”مت کرو... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بچاؤ سے بھولے بھالے آدمیوں کو وہ

کر اس کالی عظیم کا بعد رو بٹایا جا رہا ہے... اس سفید فام نے تم لوگوں کے آنے سے

ہوئے الفاظ میں کہا تھا کہ ہم افریقہ کو سفید فاموں ہی کی گرفت میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ

ملاقاتوں کی باہمی چپقلش کی بنا پر ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ یہ ناممکن نظر آ رہا ہے۔“

مشامبا کچھ نہ بولا۔ عمران نے کہا ”واپس چلو... میں تمہارے سامنے ہی اس سے

کراؤں گا۔“

”چلو...“ مشامبا مردہ سی آواز میں بولا۔ عمران نے جوزف کو حریف بدلیات

معدلت کی طرف چل پڑا۔

اس بار مشامبا کے قدم لڑکھڑاہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے برسوں کا بیمار ہو۔ عمارت میں پہنچا تو بھی پھٹی سی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ وہ سب دونوں قیدیوں سمیت اسی کمرے میں موجود تھے۔

”کیپٹن مشامبا...!“ عمران اونچی آواز میں بولا۔ ”اب تم انہیں اطلاع دے سکتے ہو کہ تم نے وہاں کیا دیکھا...!“

”ہاں... ہاں...!“ مشامبا سر ہلا کر بولا ”مم... میں نے انہیں لاشیں اور تین موٹر سائیکل دیکھی ہیں۔“

”کیا کہہ رہے ہو۔“ وہ سفید فام چیلہ جو انہیں قیدی بنا کر اس عمارت میں لایا تھا۔

”میں غلط نہیں کہہ رہا... اب تم بتاؤ کہ تم نے اس سے کیا کہا تھا ہم لوگوں کے بارے

میں۔“

”یہی کہ حقیقتاً تمہارا مشن افریقہ کو سفید فاموں کی گرفت میں رکھنا ہے اور وہ بڑی طاقتوں

کی چپقلش نے تمہارے کام کو مشکل بنا دیا ہے۔“

”وہ تو... وہ تو یو جی...!“

”یہو اس مت کرو۔“ مشامبا حلق پھاڑ کر چیلا۔ ”جی بات بتاؤ...!“

”لاشیں دیکھ کر شاید تم اپنے حواس کھو بیٹھے ہو...!“

”میں پوری طرح ہوش میں ہوں! مجھے بتاؤ کیا قربان گاؤں میں کوئی برقی نظام بھی موجود

ہے۔“

”میں نہیں جانتا...!“ اس نے عمران سے آنکھیں چراتے ہوئے کہا۔

”تم بھولے ہو۔“ ”رینا بولی“ جھجکی رات تم نے اس موضوع پر لمبی چوڑی تقریر کی تھی۔ تم

کہا تھا کہ کالے آدمیوں کو یہ وقف بنانے کے لئے وہاں اب بھی چربی کی مشعلیں روشن کی

جاتی ہیں... ورنہ وہاں تو جدید ترین برقی نظام موجود ہے۔“

”تو یہ حقیقت ہے اور مشامبا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔“ تو یہ حقیقت ہے

قربان گاؤں کے اوپر پھا جانے والا چمکیا غبار جس میں قدیم باشندوں کی رو میں نظر آتی ہیں وہ

لیٹی و بڑن ہے۔"

قیدی تھوک لگل کر دیا۔

مشاہد عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ "میرے ہاتھ کھول دو میں مرنے سے پہلے ایک حق کرنا چاہتا ہوں۔"

عمران خاموشی سے آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ کھولنے لگا۔

"یہ ظلم ہے۔" دوسرا سفید قام قیدی خود آواز میں بولا۔ "ہم بندھے بیٹھے ہوئے ہیں اور تم اس کے ہاتھ کھول رہے ہو۔"

عمران نے اس کے ہاتھ کھول دیئے اور وہ پہلے قیدی پر جھپٹ پڑا۔ دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ اور اس کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں۔ دوسرا قیدی وحشیانہ انداز میں چیخا رہا۔

نے مداخلت کرنی چاہی تھی۔ لیکن جنسمن اس کی راہ میں حائل ہوتا ہوا بولا۔ "ہر نیکی کے معاملات میں مداخلت کرنے والا زندہ نہیں رہتا۔"

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔" وہ آنکھیں لٹال کر بولی۔

"یہ دھمکی نہیں سیدھا سادا بیان ہے۔"

"تمہیں دخل اندازی کی ضرورت ہی کیا ہے۔" شجرہ بولا۔

"یہ غیر انسانی حرکت ہے اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔"

"ہمارے دوسرا قیدی بھی درندگی کی بھیٹ چڑھ چکے ہیں۔ اپنی جگہ خاموش کھڑی رہو۔"

مشاہد کا ذکر ختم ہو چکا تھا اور دوسرا قیدی کھٹکھٹا کر بولا۔ "ہم دونوں تو دوست ہیں نا۔"

"میں نے کہا تھا کہ مرنے سے پہلے صرف ایک حق کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں ان معاملات کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا! مجھے تو لوگوں نے ایک معاملہ پر

بلیک میل کر کے اپنا ساقی بنایا تھا!"

مشاہد کچھ نہ بولا۔ وہ عمران کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا "مجھے وہاں

پہنچنے کا محفوظ ترین راستہ معلوم ہے اور میں وہیں جاتے کے لئے یہاں آیا تھا! مظہری پوچھ لیں تو

مخاش میں ہے! جو کچھ ہوتا تھا ہو چکا۔ اگر تم مجھے کوئی ہی مارنا چاہو تو میں اس کیلئے تیار ہوں۔"

اب مجھے اپنی زندگی بوجھ معلوم ہو رہی ہے۔"

"نہیں میرے دوست! عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "تمہاری زندگی بے حد

مہنگی ہے۔ اب تم اپنے آدمیوں کو دراندازت پر لانے کی کوشش کرو گے۔"

وہ کچھ نہ بولا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھاٹے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ دوسرا قیدی کہہ رہا

تھا "مجھے ان لوگوں سے شدید نفرت ہے لیکن انہوں نے مجھے اپنے ملک کے قانون کی نظروں میں

گرم عواذ دیا ہے اس لئے میں وہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔"

"کیا تمہیں یہیں تک آنا تھا یا مشاہد کے ساتھ ہی تم بھی وہیں جاتے والے تھے؟" عمران

اس سے پوچھا۔

"نہیں میں اسے یہاں تک پہنچا کر واپس چلا جاتا۔"

"لیکن اب تمہیں ہمارے ساتھ ہی رہنا پڑے گا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں تیار ہوں۔"

رہا اور اس کے ساتھی دور کھڑے آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے اور جنسمن کی نظریں

اسطیقام پر جمی ہوئی تھیں جسے ابھی ابھی گلا گھونٹ کر مارا گیا تھا۔

قہوڑی دیر بعد مشاہد باسرا اٹھا کر بولا۔ "راستہ اسی عمارت کے نیچے سے گزرتا ہے۔"

"گزر تا ہے یا نہیں سے شروع ہوتا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"گزر تا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ لوگ خیرت انگیز ہیں۔۔۔۔۔۔ سیکنڈوں میں لمبی سرنگ بناتی ہے۔۔۔۔۔۔ اور

تم کے اسپاٹ جیسی یہ عمارت ہے دراصل سرنگ سے باہر آنے کے راستے ہیں۔"

دونوں سواحلی میں گفتگو کر رہے تھے اور سفید قام آدمی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ دفعتاً عمران

اس کا نام پوچھ بیٹھا۔

"مگر۔۔۔۔۔۔ اس نے جواب دیا۔ "لو تھر ہارن۔۔۔۔۔۔"

"ارم اپنی بات پر قائم رہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ان لوگوں کے پکر سے نکال

کر قابل احماد ثابت نہ ہو سکوں تو کروں ازاویہ۔ مجھے ان لوگوں سے شدید نفرت ہے۔

میں کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔ بس ایک بار تانگی میں ایک غلطی کر بیٹھا تھا اس کا

لوگوں کے ہاتھوں بھگت رہا ہوں۔"

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ تم کیا تھے۔"

اس کے بعد عمران مشاہدہ کو بتانے لگا تھا کہ وہ کس طرح قربان گاہ تک پہنچے تھے اور وہاں ان پر کیا گزری تھی۔ اور پھر وہ کس طرح یہاں تک پہنچے تھے۔

مشاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کہ ان کے دو آدمی مار گئے۔ میں کیا کرتا۔ کچھ دیر تک میں ان لوگوں کا ایسا ہی دکھانا تھا۔"

"جو بات قسم ہو گئی اب اس کا ذکر فضول ہے کیا میں تمہارے ساتھی کے ہاتھ پر کھول دوں۔"

"تم اپنی ذمہ داری پر جو چاہو کرو۔ میں اب ان میں سے کسی پر بھی اصرار نہیں کر سکتا۔"



پورے مشاہدہ کے سامنے سے سرخ ہو رہی تھی اور اس شخص کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں جو اس وقت اس کے سامنے موجود تھا۔

دو فٹا وہ سرخ کر بولی "میں نے تم سب کو آگاہ کر دیا تھا کہ اگر عمران تمہاری نظروں سے اوجھل ہوا تو سارا کھیل بگڑ جائے گا خدا کی پناہ۔ دو دن میں ہمارے اٹھائیس آدمی مارے گئے۔"

"ہم نے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا تھا مادام۔۔۔ لیکن ہم آپ کی اہواز کے لیے کی گولہ میدان میں کیسے قدم رکھ سکتے تھے۔ ہم مطمئن رہے کہ وہاں والے انہیں سنبھال گئے۔"

"میں نے مشاہدہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اسی اسپتال سے جھگ کی طرف نکل جائے لیکن اگلی صبح اس کے بارے میں بھی رپورٹ نہیں ملی۔۔۔ کہیں وہ بھی عمران کے ہتھ نہ چڑھ گیا ہو۔" وہ تھوڑے لمحے کے لیے سوچا۔ "کیونکہ وہ سرنگ میں ستر کر بنے کے طور پر..."

"میں مادام مشاہدہ کو جاننے کا لیکن کسی کو ہمارے رازوں سے آگاہ نہیں کرے گا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔ لیکن عمران۔"

"اوہ۔۔۔ کچھ نہیں مادام۔۔۔ آپ اندیشوں میں نہ پڑیے۔ البتہ یہ بات کچھ میں نہیں آتی کہ وہ انہیں اس اسپتال میں کیوں لے گیا تھا جبکہ کسی اور جگہ لے جانے کی ہدایت پہلے ہی دے دی گئی تھی۔"

"سنو عمران تھا اس کے ساتھ اس لئے سب کچھ ممکن ہے۔ جسے مادام کی تھری بی خطرناک قرار دے دیں۔ وہ یقیناً خطرناک ہی ہو گا۔ میں اچھی طرح تصور کر سکتی ہوں کہ کیا ہوا ہو گا۔ شادی کے میں مار گیا۔ عمران نے ڈوبن کو مار کر اس کے بلٹ پروف خود پین لئے ہوں گے اور شادی کے دو پین ہی سمجھا ہو گا۔ اسپتال میں پہنچ کر عمران نے اسے مار ڈالا اور اپنے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔"

"لیکن مادام۔۔۔ شادی اس اسپتال پر کیا ہی کیوں تھا۔"

"صرف یہی ایک الجھاوا ہے اگر عمران اسے اس اسپتال پر لے گیا تھا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ پہلے سے آگاہ تھا۔ لیکن یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔"

"مشاہدہ کے ساتھ لو قمر بارج بھی تھا مادام لیکن اس کا بھی کہیں پتا نہیں۔۔۔" "میں سخت بے اطمینانی میں جتا ہو گئی ہوں۔۔۔ سرنگ کے محفلوں کو ہوشیار کرو۔ جسے سرنگ میں جہاں دیکھیں وہیں روک لیں اور ہیڈ کوارٹر کو مطلع کر دیں۔"

"سمت بہتر مادام۔۔۔"

"اس جاؤ۔۔۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اس کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک ٹھہری رہی۔" "ان پر کسی کے غیر ذمہ نکل گئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی "باری سے ملاؤ۔"

"اوہ کے مادام۔" دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی اور پھر تھوڑی دیر بعد کسی مرد نے "باری حاضر ہے مادام۔"

"باری رٹ ہے۔"

"سب کچھ توقعات کے مطابق ہوا ہے مادام۔ جائزہ لینے والی ٹیم اس مقام پر پہنچی تھی جہاں وہ شہر پھیل گیا تھا۔۔۔ پانچ بڑے ممالک کے نمائندے اس ٹیم میں شامل تھے۔ بہر حال وہ اب پہنچ گئے اور اسے دور ہی سے دیکھ رہے تھے کہ کسی کیمرے کی فلیش گن کی روشنی اس

پر پڑ گئی اور وہ فوری طور پر پکھل کر زمین میں جذب ہو گیا۔ اور اب وہاں کی مٹی کھودی جا رہی ہے۔“

”تم نے ابھی خبر سنائی ہے۔“

”دوسرے انڈوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔“

”بس اتنا ہی کافی ہے۔ انہیں محفوظ رکھو اور دوسری بار وہ قلعہ میں گن کی روشنی اُس پر پڑنے دیں گے اور پول کھل جائے گی۔“

”یہ بات تو ہے مادام۔۔۔۔۔“

”انہیں الجھائیے کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور دوسری بات! میں آج رات کو باہر جانا چاہتا ہوں۔ چھوٹے گراز تیار رکھنا۔۔۔۔۔“

”بہت بہتر مادام۔۔۔۔۔“

”تم میرے ساتھ رہو گے۔۔۔۔۔“

”عزت افزائی مادام۔۔۔۔۔“

پور شیانے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر ٹپٹنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد دوبارہ فون پر نمبر ڈائل کئے تھے۔

”ہیلو۔۔۔۔۔“ دوسری طرف سے آواز آئی ”سو اگاز بول رہا ہے۔“

”مشامبا اور لو تھر بارج غائب ہو گئے ہیں۔ غالباً اُس اسپاٹ پر نہیں پہنچے جہاں تم نے کہا تھا۔“

”بھجوا تھا۔“

”وہ اس اسپاٹ پر نہیں پہنچے تو راستے ہی میں کہیں گھبر لئے گئے ہوں گے۔ لیکن میرے پاس ابھی تک کوئی ایسی اطلاع نہیں پہنچی جس سے اُن کا گرفتار کر لیا جانا ثابت ہوتا ہو۔“

”مشامبا کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟“

”میں اس سوال کا مطلب نہیں سمجھا محترمہ۔“ دوسری سے آواز آئی۔

”کیا وہ تنظیم سے غداری کر سکتا ہے۔“

”میری دانست میں تو وہ ایسا نہیں ہے۔ اگر پکڑا بھی گیا تو کچھ ظاہر کر دیتے۔“

”دے گا۔“

”اُن دونوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ میں نہیں چاہتی کہ مشامبا کسی کے ہاتھ لگے۔ اُس لئے اُسے پناہ گاہ کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ بہر حال اُوہ۔۔۔ کیا تمہیں علم ہے کہ اس اسپاٹ کے سارے محاذ مار ڈالے گئے۔“

”جب پھر ہو سکتا ہے کہ مشامبا سرکاری آدمیوں کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔ اور اسپاٹ کی ٹانڈ می بھی کردی ہو۔ ورنہ وہاں کسی دشمن کے پہنچنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اُن دونوں کی لاشیں مرنے والوں میں شامل نہیں ہیں تو پھر وہ دونوں سرکاری توہیل ہی میں ہو گئے۔“



لو تھر بارج کو ہلا کر رسی کی بندشوں سے نجات مل گئی اور اُس نے عمران سے کہا ”سریگ میں لانے سے قبل تم سب کو سیاہ قلم بننا پڑے گا۔“

”اس کی کیا ضرورت ہے۔“ زینا بولی۔

”مجھے بھی بننا پڑے گا۔“ لو تھر نے کہا۔

”پھروں اور حشرات الارض سے بچاؤ کے لئے۔“ عمران بولا۔

”اُوہ۔۔۔ تو تم جانتے ہو۔“ لو تھر نے کک کر اُسے گھورنے لگا۔

”اسی بناء پر اس مہم پر نکلا ہوں۔“ عمران سر کو اٹھاتی جنبش دے کر بولا۔

”کیا باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔ وضاحت کرو۔۔۔“ زینا نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

”وہ ایک ایسا سیاہ میٹ ہے جس سے حشرات الارض دور بھاگتے ہیں۔ کیپٹن مشامبا پر بھی ایک کوٹ کیا جائے گا۔ جنس اور جوڑف بھی نہیں بخشے جائیں گے۔ ویسے بے فکر ہو۔“

”بس اُس کی صفائی بھی ہو سکے گی۔“

”ٹانڈ تم یہ بھی جانتے ہو کہ صفائی کیسے ہو سکے گی۔“

”میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔“

”سب پھر تمہاری معلومات ہم سے بھی زیادہ ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی صفائی کس نے ہوتی ہے۔“ لو تھر نے حیرت سے کہا۔

”دونوں ہاتھیں غلط ہیں۔“ عمران نے کہا ”میں چنگیز خان کی نسل سے تعلق رکھتا ہوں۔“
”جب تو پھر ٹھیک ہے اور اب انگی اور وحشیانہ پن ورثے میں پایا ہوگا۔“ سارہ نے کہا ”بالکل ٹھیک ہے لیکن ہم۔۔۔۔۔“

”سارہ خاموش رہو۔۔۔۔۔“ رینا پھر بولی۔

”مادام رینا بہت سمجھ دار ہیں۔“ عمران سر ہلا کر بولا ”وہ اچھی طرح جانتی ہیں ایک بہت ہی فوج بھی ان لوگوں سے پختہ کے لئے ناکافی ہوگی۔“

”اس کے باوجود بھی پانچ افراد۔۔۔۔۔“ شہپر و جملہ پورا کے بغیر خاموش ہو گیا۔

”لیکن مجھے امید ہے کہ مسٹر الائی موران کچھ نہ کر گذریں گے۔“ لوہر بولا۔

”مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے یور میجنٹی۔۔۔۔۔“ وفتیا جیمسن نے کہا۔

”ضرور۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔ تم بھی کیوں خاموش رہو۔۔۔۔۔“

”کیا ان لوگوں کو اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ سرگک میں کس قسم کے لوگ سڑ کر رہے ہیں۔ ہڈی لاشیں ہم کھلے میدان میں چھوڑ آئے تھے۔“

”تم نے ڈھنگ کا سوال کیا ہے۔“ عمران بولا۔ ”میں نے محض موسیو شہپر و کی وجہ سے اس قسم کا کوئی سوال پہ آواز بلند نہیں کیا تھا۔“

”تو اب سوال قائم ہو گیا ہے۔“ شہپر و نے فیصلے لہجے میں کہا۔

”جواب یہ ہے مسٹر شہپر و کہ زیادہ سے زیادہ سبکی ہو گا کہ ہم مر جائیں گے اور ہماری ذمہ داری قسم ہو جائے گی۔ پھر کچھ بھی ہو کرے۔ کیا فرق پڑتا ہے۔“

”یقین کر دو دوستو کہ ہم ایک دیوانے کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔“

”شہپر و۔۔۔۔۔“ رینا نے پھر اسے لاکارا۔

مشاہدہ شروع ہی سے خاموش بیٹھا رہا تھا۔ اب بھی کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے سوال ہی نہ ہو کہ اس کے اس پاس کیا ہو رہا ہے۔ فریادی زیادہ تیز و قہر نہیں تھی۔ لیکن اس کی حالت بے آواز تھی۔

”ہاں۔۔۔۔۔“ جوزف نے کہا ”میں نے اپنے پاکٹ ڈرائسسر بریلو پر ایک حیرت انگیز خبر لکھی۔ اس وقت جب میں چٹانوں کے درمیان بیٹھا راستے کی عمرانی کر رہا تھا۔“

رینا اور سارہ دور جا کر سرگوشیاں کرنے لگیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ تجویز انہیں قطعاً پسند نہ آئی ہو۔

لوہر عمران کی طرف دیکھنے لگا اور عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”خواتین کسی حال میں بھی اپنا حلیہ بگاڑنا پسند نہیں کرتیں۔ لیکن مجبوری ہے۔ اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ لیکن اس کے منہ پر ہاتھوں کا کیا ہوگا۔“

”جسم کا کوئی حصہ بھی اگر اس جینٹ سے خالی رہا تو آبی جگہ خوفناک چھروں کی جگہ ہو جائے گی۔ اس لئے سر کی جلد بھی خالی نہیں چھوڑی جاسکتی۔ ہاتھوں کی رگت سیاہ ہو جائے گی لیکن وہ بھی بعد میں صاف ہو جاتے ہیں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے۔“

بہر حال وہ دونوں بڑی مشکل سے اس پر آمادہ ہوئی تھیں۔ اس طرح سات سیاہ فام آدمی سرگک میں اترے تھے۔

خاصی کشادہ اور صاف ستھری سرگک تھی اور انہیں پیدل نہیں چلنا پڑا تھا ایک بڑی سی لڑائی میں پہنچ گئے تھے۔ جو میٹر گج کی ایک ریلوے لائن پر دوڑتی رہی تھی۔۔۔۔۔ سرگک میں یہ لاشیں طرف چھپی ہوئی تھیں۔ غالباً ایک ٹریک وہاں ہی کی تھی۔ سرگک کے دونوں کناروں پر یہ لاشیں تھیں اور ان کے درمیان اتنی جگہ خالی تھی کہ اس پر سے ایک بڑا ٹرک بہ آسانی گذر سکتا تھا۔ رینا اور اس کے ساتھی حیرت سے اس انتظام کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ بالآخر شہپر و بولا۔

”تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔“

”ہاں وہی کی سائینس فکشن فلموں کا سا خواب۔“ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

”آخر انہوں نے کتنے عرصے میں یہ سب کچھ کر لیا ہوگا اور کس طرح کیا کہ کسی کو اس کا خبر نہ ہو سکی۔“

”یہ حقیقت ایسی ہی ہے۔“ عمران بولا۔

”اور ہم پانچ افراد اس سے ٹکرانے لگے ہیں۔“ شہپر و بھنا کر بولا۔ ”خود کشی صد فیصد خود کشی۔“

”خاموش رہو۔“ رینا غرائی۔

”غلط تو نہیں کہہ رہا۔“ سارہ بول پر ہی ”موسیو الائی موران میری سمجھ سے باہر ہیں۔“

دیوہانس بھی کئی قہیلے سے تعلق رکھتے ہیں یا پھر کنفیو شس کی نسل کے آدمی ہیں۔“

"کیا خبر تھی....!"

"میاں اڈا کے قریب ایک حیرت انگیز انڈیا ریڈ تھا۔ وہاں... بڑی طاقتوں کی جائزہ نیم وہاں پہنچ گئی تھی.... انڈیا ریڈ تھا کہ اس میں سے ایک انسانی سر جھانک رہا تھا۔ ایسا چہرہ.... جس پر زہر کی سی دھاریاں تھیں...." اڈے کا کچھ حصہ ٹوٹا ہوا تھا اسی سے وہ چہرہ جھانک رہا تھا۔"

"نیکو اس مت کرو.... زہر کی مادہ اڈے میں دودھ دیتی ہے۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اے بات تو پوری کرنے دو۔ یہ ایک حیرت انگیز خبر ہے۔" رینا بولی۔

"تم ان پیکروں میں پڑنے کی بجائے اپنا ہمیشہ ڈیکورنگ کالو... ریلوے سٹ کر کے سامنے رکھ لو۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ ہم اتنی آسانی سے اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"مجھے بھی یقین نہیں ہے۔" لوہر پارچ بول اٹھا۔

نرالی تیز رفتاری سے مسافت طے کر رہی تھی۔ سرنگ میں گھٹن کا ذرہ برابر بھی احساس موجود نہیں تھا اور سر کری ٹیوب لائٹ کی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ روشنی سرنگ کی دونوں اطراف کے اوپری جوڑوں سے پھوٹ رہی تھی۔

"ہاں! تم کیا کہہ رہے تھے!" شہرہ نے جوزف کو مخاطب کیا۔ "اڈے میں زہر امین کا چہرہ تھا۔"

"ہاں.... لیکن وہ دیکھتے ہی دیکھے پھل کر زمین میں جذب ہو گیا۔" جوزف نے بے ہوشی لہجے میں کہا۔

"ریڈیو کی خبر ہے۔" شہرہ نے سوال کیا۔

"ہاں سسر۔"

"میں نے اسے کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا۔" جیمسن بولا۔

"میں اسے جھوٹا تو نہیں کہہ رہا۔"

"ہو سکتا ہے زہر امین کی مادہ کا انڈا ہو...." عمران نے خیال ظاہر کیا۔

"تم تو ایسے معاملات میں بلا ہی نہ کرو...." سارہ جھک کر آہستہ سے اس کے کان میں بولی۔

"تم کہتی ہو تو اب نہیں بولوں گا۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ اس اسپاٹ سے منزل کتنی دور ہے۔"

نیک راہ میں کتنے اسپاٹ اور ہیں۔"

"تمیں اسپاٹ...." لوہر بولا۔

"جب تو ہمیں اطمینان سے نہیں بیٹھنا چاہیے...."

"تم کیا کہنا چاہتے ہو...." شہرہ بولا۔

"نیکو کہ ہم کہیں نہ کہیں ضرور گھیرے جائیں گے۔"

"اور وہ اس سفر کا آخری مرحلہ ہو گا۔" شہرہ دہمکا کر بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اس مہم پر آنے کے لئے آمادہ کیوں ہو گئے تھے۔"

"مجھے اس کی نوعیت کا علم نہیں تھا میں اس قسم کا فیلڈ ورکر نہیں ہوں۔"

"مہم نہ رہتا.... میں اس کے لئے کیا کروں۔" عمران نے دردناک لہجے میں سوال کیا۔

"اؤ.... موران.... تمہارا خیال درست تھا.... یہ دیکھو ڈیکورنگ کیا ہوتا ہے۔" رینا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"اؤ.... سوئی تو ایسی سمیت اشارہ کر رہی ہے، جدھر ہم جا رہے ہیں۔" عمران نے جھک کر

لوہر پر نظر جماتے ہوئے کہا۔ وہ نرالی پر رکھا ہوا تھا۔

"نرالی روک دو لوہر...." رینا بولی۔

"یہ تو اگلے اسپاٹ ہی پر رکے گی۔" لوہر نے کہا۔

"کیا مطلب....؟" عمران چونک کر اسے گھورنے لگا۔

"یہ چلائی جاسکتی ہے۔ روکی نہیں جاسکتی! ہر اسپاٹ پر پہنچ کر خود بخود رکتی ہے۔"

"اس کا یہ مطلب ہو کہ ہمیں ہر حال میں اگلے اسپاٹ پر رکنا پڑے گا۔"

"ہاں ایسی بات ہے! الیکٹرک سے چلتی ہے! جیسے ہی کسی اسپاٹ پر پہنچتی ہے خود کار نظام کے

کرنٹ منقطع ہو جاتا ہے! پھر آگے کیلئے کرنٹ اسی اسپاٹ سے ملتا ہے۔"

"لوہر! اس اسپاٹ کے لوگ نہ چاہیں تو ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"پھر بچاؤ کی کیا صورت ہو گی۔"

"میں ہوں تمہارے ساتھ.... تم اس کی فکر نہ کرو۔" لوہر نے کہا۔

"نیکو! مشامبا! تم کچھ نہیں بول رہے۔" عمران بولا۔

"میں کچھ سن ہی نہیں رہا۔ میں تو صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ تم از کم کتنے افریقہ کو مار کر لے کر آنا چاہئے۔"

"یہ ٹرائل انکے اسپاٹ پر رکے گی۔"

"ہاں رکے گی تو۔۔۔۔"

"وہاں ہم گھیرے بھی جاسکتے ہیں! جو کچھ بھی ہوا ہے اس سے متحکم اب تک آگاہ ہوئی۔"

"میں تم سے متفق ہوں۔"

"تو پھر تم کیا کرو گے اگر گھیر لئے جئے۔"

"مارنا اور مارنا۔۔۔۔ اس وقت تک مارنا جب تک خود نہیں مر جاتا۔"

"اس سے کیا فائدہ۔۔۔۔ آٹھ دس کو مار دینے سے افریقہ ان لوگوں کے شر سے محفوظ نہیں ہو سکے گا۔"

"میری عقل کام نہیں کر رہی تم ہی کچھ سوچو۔" مشامبا بولا۔

"بہت دیر سے معلوم ہوا ہے مجھے کہ ٹرائل کی نوعیت کیا ہے۔"

"تم خواہ تو وہ فکر کر رہے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے ہر اسپاٹ سے کس طرح گذرنا مجھے ہی تو مشامبا کو وہاں تک پہنچانا تھا! تو قہر نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"تم بھی سب کی طرح کالے ہو گئے ہو۔ ادھ جھپیں پچپائیں گے کس طرح۔" عمران سوال کیا۔

"کوڈ نمبر سے۔۔۔۔"

"مشامبا کا بھی کوئی کوڈ نمبر ضرور ہوگا۔ لیکن ہم کس کھاتے میں جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"آجاک ٹرائل ایک جھپٹکے کے ساتھ رک گئی اور عمران جلدی سے اردو میں بولا۔

"پوری طرح تیار رہنا۔ سفید سور نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔"

دفعتاً اوپر سے ایک لفٹ آئی اور ٹرائل کی راہ میں حائل ہو گئی۔ ساتھ ہی لفٹ کے اندر

کسی نے کہا تھا۔ "اپنی شناخت ظاہر کرو۔"

"نری۔۔۔۔ ایل۔۔۔۔ سکس ٹین۔۔۔۔" لو قہر بولا۔

"موسم کیسا ہے۔" لفٹ سے آواز آئی۔ لیکن قبل اس کے کہ لو قہر کچھ کہتا عمران کا مشین بول اس کی کمر سے جا لگا۔۔۔۔ وہ چونک کر یقیناً ڈھیلا پڑ گیا۔

"موسم کیسا ہے۔" لفٹ سے پھر آواز آئی۔

"ن۔۔۔۔ خوش گوار ہے۔" لو قہر ہکلا یا۔ "راستہ دو۔"

"ساتھیوں کے کوڈ نمبر۔۔۔۔" آواز پھر آئی۔

"نری۔۔۔۔ ایل۔۔۔۔ سکس ٹین۔۔۔۔ اور دوسرے مزدور ہیں۔"

"مزدوروں کو یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ۔۔۔۔" آواز آئی۔

"یہ۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔ ساتھ جائیں گے۔۔۔۔" لو قہر پھر ہکلا یا۔

"اوپر سے حکم آیا ہے کہ تم دونوں کے علاوہ اور کسی کو آگے نہ جانے دیا جائے۔"

"تم کو اس کر رہے ہو۔" مشامبا دھڑا ہوا اٹھ گیا "ادکھات اس طرح نہیں بدلا کرتے۔"

"حالات کے ساتھ ادکھات بھی بدل جایا کرتے ہیں سکس ٹین۔" اس بار نسوولی آواز

"مسٹر علی عمران! تم اپنا مشین پستول تو قہر کی کمر سے ہٹالو۔ تم سب موت کی زد پر ہو۔"

"تم بہت سمجھ دار معلوم ہوتی ہو۔" عمران نے اونچی آواز میں کہا "اگر کسی مرد نے اس حکم

کو رو دیا ہوتا تو ہر گز قبول نہ کرتا۔ لیکن تمہیں میرا نام لینے کا مشورہ کس نے دیا تھا۔"

عمران کا نام سن کر ریٹائرڈی طرح چوکی تھی اور پھر اس کی آنکھوں میں ایسا تاثر نظر آیا تھا

جیسا کہ اشت پر زور دے رہی ہو۔

"تمہارا نام لینے میں کیا قیاحت ہے۔"

"ہاں کی آپ وہو امیں پیچھے لگتا ہے۔"

"میں نے کہا تھا کہ مشین پستول ہٹالو۔۔۔۔"

"ہاں کیا کیا۔"

"اب کہ تم اسے استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

سب تم سب بھی اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو۔" عمران نے طنز یہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے

کہی اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔" عورت کی آواز آئی "تم لوگ چشم زدوں

میں اس قابل بھی نہ رہ جاؤ گے کہ ہاتھ بچ بلا سکو۔۔۔!"

اور ٹھیک اسی وقت اوپر سے لٹ پر تیز قسم کی روشنی پڑی۔۔۔ عجیب سا سناٹا اُن کے فوارے پر طاری ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اب اپنے اعضاء کو جھنش بھی نہ دے سکیں گے۔ اضطراب لہر بہ لہر بڑھتا رہا اور پھر وہ بالکل ہی بے سدھ ہو گئے۔ اُن کی آنکھیں کھلی ضرور تھیں۔ لیکن منہ ہی ہو کر رہ گئی تھیں۔ گویا دور وشنی سکتہ طاری کر دینے والی تھی۔



مشامبا اس کے سامنے دم بخود کھڑا تھا۔ اُسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ اتنی خوبصورت عورت بھی کبھی نظروں سے گزری ہو۔ سفید قام ہی تھی۔ لیکن مشامبا کو ابھی تک تو اس پر غصہ تھا۔ آیا تھا۔ وہ اُسے خاموشی سے دیکھے جا رہا تھا۔ اور اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خاموشی کے خیالات پڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"کیپٹن مشامبا۔۔۔" وہ بلا آخر بولی۔ "مجھے تم وہ کہانی سنا سکتے ہو جو سنانے والے تھے۔"

"میں کوئی کہانی نہیں سنانا چاہتا۔"

"کچھ کہو۔۔۔ یوں خاموش نہ کھڑے رہو۔"

"تمہیں علم ہے۔ سب کچھ جانتی ہو۔ لو تو ہر بارج نے تمہیں بتایا ہو گا۔"

"جو کچھ اس نے کہا ہے۔ وہی تم کہہ دو۔" عورت بولی۔

"اُس نے یہ کہا ہو گا کہ وہ حقیقتاً تمہارا دادا ہے۔ قیدیوں سے وقتی طور پر معاملہ کرتی تھی۔ مقصد امن کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ دھوکے سے اُن پر قابو پایا جائے۔"

"ہاں! میں یہی چاہتی ہوں۔"

"لیکن میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ مجھے تنظیم سے نفرت ہو گئی ہے۔"

"غلط فہمی کی بنا پر وقتی منصہ ہے۔ کل تک ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ کیپٹن مشامبا ہم اس طرح حتمہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس پر ایک ہی حکومت ہو۔ ہم بڑی طاقتوں کو یہاں سے ہٹا چاہتے ہیں۔ ہمارا اصل مقصد ایک عالمی حکومت کا قیام ہے۔ اس طرح ہم مستقبل کی نگاہ

کو روکنا چاہتے ہیں۔ کیوں نہ یہ مبارک قدم افریقہ ہی اٹھائے۔"

"اتنی بڑی باتیں میری کچھ میں نہیں آتیں۔۔۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگوں نے ہمیں یہ وقف بنا کر۔۔۔"

"نہیں۔۔۔" وہ اُس کی بات کاٹ کر بولی۔ "ایسا نہ کہو۔۔۔ حکمت عملی کو یہ وقف بنانا مست کہو۔ اس طرح ایک بار پھر ہم نے تمہیں غیب سے قریب کر دیا ہے۔ تمہاری وفاداریاں قربان گاہ سے وابستہ کر دی ہیں۔ اتنے تھوڑے وقت میں اسی حکمت عملی کی بنا پر بہترین نتائج نکلے ہیں۔"

"یعنی تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہ وقف بنایا جا چکا ہے۔"

"کیپٹن مشامبا۔۔۔" وہ تیز لہجے میں بولی "تم ہم سے اختلاف رکھنے کے باوجود بھی ہمارے لئے کام کرنے پر مجبور ہو پھر کیوں نہ ہم سے متفق ہو کر خوش دلی سے کرو۔۔۔"

"بس تو پھر اس سلسلے میں کچھ کہنا سنا ہی بے کار ہے۔۔۔ میں تمہارے لئے کام کرنے پر مجبور ہوں لیکن تم سے متفق نہیں ہو سکتا۔۔۔"

"جیسے لوگوں سے اس قسم کی مشقت لی جاتی ہے کہ وہ زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں۔"

مشامبا نے اپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانوں کو جھنش دی۔

"اُسے لے جاؤ۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ وہ مسلح آدمی مشامبا کے پیچھے آکھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کو اس کمرے میں پہنچا دیا جہاں دوسرے قیدی رکھے گئے تھے لیکن ان میں لو تو ہر بارج نہیں تھا۔ وہ شروع ہی سے اُن کے ساتھ نہیں رکھا گیا تھا۔ مشامبا کو بھی الگ ہی رکھا گیا تھا جیسے وہ کمرے میں داخل ہوا۔ عمران کے علاوہ اور سب اس کے گرد اکٹھا ہو گئے۔

"تم کہاں تھے۔۔۔" رہبانے سوال کیا۔

"ایک کمرے میں۔۔۔ لو تو ہر نے دھوکا دیا۔۔۔ مسٹر عمران کا خیال صحیح تھا۔"

"تو اس کا نام کچھ ملے عمران ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ یہی نام ہے۔۔۔"

"جنوبی ایشیا سے آیا ہے۔"

"یہ میں نہیں جانتا۔۔۔" مشامبا نے کہا "وہ عورت مجھے باور کرانے کی کوشش کر رہی تھی

کہ ہمارے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ محض محنت عملی تھی۔ اسے قریب دہی نہیں کہا جاسکتا۔ اس طرح جلد از جلد ہمیں قربان گاہ کی طرف متوجہ کر لیا گیا۔ جسے ہم جدیدیت کا شکار ہو کر فراموش کر بیٹھے تھے۔“

”تم ہم میں کس حیثیت سے واپس آئے ہو۔“

”بدستور قیدی کی حیثیت سے کیونکہ میں اسے فراڈ ہی کہتا رہا تھا۔“

”کب کیا ہو گا۔“

”وہ کہہ رہی تھی کہ میں اس کے لئے کام کرنے پر بہر صورت مجبور ہوں۔ اسکی آئیڈیالوجی سے متعلق ہوں یا نہ ہوں۔ متعلق نہ ہونے کی صورت میں مجھ سے ایسے کام لئے جائیں گے کہ میں اپنی زندگی سے بیزار ہو جاؤں گا۔“

”بڑی اچھی خبر بنائی تم نے۔۔۔۔۔“ عمران اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا۔ اور انہی کے قریب آکھڑا ہوا۔

”کیا اچھائی ہے اس خبر میں۔“ شجرہ نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

”یعنی کہ وہ بہر حال زندہ رہے گا۔“ عمران بولا۔ پھر اس نے مشامبا سے پوچھا ”کیا وہی عورت تھی جس کی آواز لٹ سے آتی رہی تھی۔“

”آواز سے تو وہی معلوم ہوتی تھی۔۔۔۔۔“

”کیسی تھی۔۔۔۔۔“

”اتنی حسین عورت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔۔۔۔۔“

”حلیہ بتاؤ۔۔۔۔۔“

”حلیہ۔۔۔۔۔ حلیہ۔۔۔۔۔“ مشامبا ناک بھوں پر زور دیتا ہوا بولا۔ پھر مایوسانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے جینٹل دے کر رہ گیا۔

”یعنی میں وہ بہت خوبصورت تھی لیکن اس کے خدوخال کی بناوٹ تمہارے ذہن میں محفوظ ہو چکی ہے۔“

”تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ میں اس کا حلیہ بیان نہ کر سکوں گا۔۔۔۔۔ عجیب چہرہ تھا۔“

”اور وہ اسی عمارت میں موجود ہے۔“

”میں موجود نہ ہوتی تو میں اس سے گفتگو کس طرح کرتا۔“ مشامبا بھنجھا کر بولا۔

”معاف کرنا میرے دوست۔“ عمران وردہ آمیز لہجے میں بولا۔ ”اس عورت کا ذکر سن کر اس نے اپنے حواس کھو بیٹھتا ہوں۔“

”رینا اور سارہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگیں۔“

”کیا تم اسے جانتے ہو۔“ شجرہ نے سوال کیا۔

”وہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔“ عمران کا چپّی ہوئی سی آواز میں بولا ”وہ خون بین کر میری رگ رگ میں گھس رہی ہے۔۔۔۔۔“

”کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔“ رینا پلٹ کر پوچھ بیٹھی۔

”اسی کی جس کو لوگ گھنٹوں دیکھتے ہیں لیکن حلیہ یاد نہیں رکھ سکتے۔“

”وہ کون ہے۔۔۔۔۔“

”لی۔۔۔۔۔ قحری۔۔۔۔۔ بی۔۔۔۔۔“

”نہیں۔۔۔۔۔“ رینا اچھل پڑی۔

عمران پھر اسی گوشے میں جا بیٹھا جہاں سے اٹھ کر آیا تھا۔

”معلم بار بار اس کے نام کی تصدیق کیوں کر رہی ہو۔“ سارہ نے رینا سے پوچھا۔ آواز سرگوشی کے نہیں بڑھی تھی۔

”وہ تم شاید اسے نہیں جانتی۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے محکمے کا سربراہ اس سے لا علم تھا۔“

”کس سے لا علم تھا۔“

”میں سے کہ اس آدمی کے ساتھ ہمیں کام کرنا پڑے گا۔“

”کیا غریبی ہے اس میں۔۔۔۔۔“

”انہائی خطرناک آدمی ہے۔ ایسی ڈی سی ای کے کئی بہترین دماغ اس کی وجہ سے ناکارہ ہوئے۔ وہ عورت تو مجھے کبھی نہیں بولے گی جو اس کی وجہ سے اٹلی میں پاگل ہو گئی تھی۔ ایسا لاوا اس نے نہیں یاد ہی ہو گا۔“

”وہ۔۔۔۔۔ تو یہ وہ آدمی ہے۔۔۔۔۔“ سارہ اچھل پڑی۔۔۔۔۔ چند لمحوں عمران کی طرف دیکھتی رہی۔

”نہیں مجھے یقین نہیں آتا۔ صورت سے ایسا لگتا ہے جیسے ماں باپ بچپن ہی میں مر

گئے ہوں۔ ا۔

”بی۔ قمری۔ بی کو مختلف ملکوں میں متعدد بار شکست دے چکا ہے۔“

”تب تو وہ اسے ہر گز زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اب آیا ہے اس کی گرفت میں۔“

”ہو۔۔۔ ختم کرو۔۔۔ یہ سوچو کہ ہمارا کیا حشر ہونے والا ہے۔“

سارہ کچھ نہ بولی۔ اوجہ جوزف اور جنسن عمران کے قریب جا بیٹھے تھے اور ان کے سرگوشیاں شروع ہو گئیں تھیں۔

ٹھیک اسی وقت کمرے کی محدود فضا میں ایک آواز گونجی جو ان میں سے کسی کی نہ تھی۔

”غور سے سنو قیدیو۔“ کوئی کہہ رہا تھا۔ آواز مردانہ تھی۔

”غور سے سنو قیدیو! اپنے ذہنوں میں مایوسی کو روند دو۔ ہم بھرموں کو سزا نہیں دیتے۔ انہیں کام کے آدمی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جنہیں آج سے ذریعہ لینڈ کی شہرت ملے گی باقی ہے۔ تم وہاں ضرور پہنچو گے۔ جہاں پہنچنا چاہتے تھے۔ لیکن تمہارے دلوں میں جہاد ہو گا۔ تمہارے تحریری رجحانات یہیں سلب کر لئے جائیں گے۔ فی الحال بے فکر ہو کر گزارو۔“

اس طویل گفتگو کے اختتام میں عجیب سا سناٹا چھا گیا۔ وہ خاموشی سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔ عمران دینا کو آنکھ مار کر مسکرایا۔ وہ جھنجھلا کر دوسری طرف دیکھ کر پوری عمارت بگڑا معلوم ہوتی ہے۔ ”شیر و آہستہ سے بولا۔

”سارا کھیل برقی توانائی کا ہے۔“ مشامبانے کہا۔

”تو وہ ہمیں اس مقام تک خود ہی پہنچائیں گے جہاں سے طیارے چاہکے گئے تھے۔“

”پتا نہیں کس مقام پر لے جائیں گے۔ لیکن اب جانوروں کی طرح زندہ کی بھر مار ہو جاوے۔۔۔“ مشامبانے کہا۔

”تک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟“

”بیچارے مزدوروں کی طرح جنہیں دن رات کام کرنا پڑے گا اور وہ اذیت کی جائے گی۔“

اس دوران میں عمران پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر مشامبا کے قریب آکھڑا ہوا تھا۔ ”شیر و کے کچھ کہنے سے قفل ہوا۔“ دشمنوں کو فوری طور پر مار ڈالنے کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ ان کے لئے کام کرتے کرتے مر جاتے ہیں۔ اس طرح وہ گھلیوں کے دام بھی وصول کرتے ہیں۔“

”سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔“ شیر و جینا کر بولا ”اگر تم مسٹر مشامبا کی بات مان لیتے تو ہم کی گواہی ہوتے اور شاید اب تک دارالسلام بھی پہنچ چکے ہوتے۔“

”آتے بھول جاؤ۔۔۔ موسیو شیر و۔۔۔ وہ محض بلف تھا۔ موقع پاتے ہی میں تم سب کو مار ڈالنے کی کوشش کرتا۔“ مشامبانے دیر خند کے ساتھ کہا۔

دینا اور سارہ بھی ان کے قریب پہنچ گئی تھیں۔

”تم نے سنا۔“ سارہ دینا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

”سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا ہو گا۔“ دینا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ اپنی عقل استعمال کرو۔ میں تو تم لوگوں کے چکر میں پڑ کر مفت میں مارا گیا۔“

”تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو۔ جنہیں تو وہ لوگ ہر گز نہیں بخشیں گے۔“

”کیا دم نکل آتی ہے میرے۔“

دینا جینا کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازہ کھلا اور دو آدمی باہر کھڑے نظر آئے جن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

”خو لو قیود!“ عمران ہاتھ بچا کر بولا۔ ”اب ان کی کیا ضرورت ہے جب ہم ذریعہ لینڈ کے قیدی بنائے گئے ہیں۔ ان اسٹین گنوں کے بغیر بھی ہم تمہاری سبیل گئے۔“

”ان پر اعتراض نہ کرو۔“ وہی آواز پھر سنائی دی جو کچھ دیر پہلے ان کے لئے جال بکشی کا دروازہ لائی تھی۔

”یہ اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے ساتھ چل پڑو اگر تم نے امن پسندی کا ثبوت دیا تو جنہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔“

ان دونوں کے اشارے پر وہ ایک ایک کر کے اس کمرے سے نکلے اور ایک لائن میں کھڑے ہو گئے۔ پھر وہاں سے ایک بڑے کمرے میں لائے گئے۔ یہاں نشستوں کی ترتیب سے ایسا معلوم

ہوتا تھا جیسے کرو مشاورت ہو۔ اُن سے بیٹھنے کو کہا گیا۔ سامنے چھوٹا سا میز تھا۔
وہی آواز پھر آئی۔ "خوش آمدید دوستو۔ یہ نئے شہریوں کی درگاہ ہے تم یہاں ایک مطلوباتی
قلم دیکھو گے جس کا عنوان "ذیر امین" ہے۔"

رہا اور سارہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئیں۔ جوزف عمران اور جنسن ساتھ بیٹھے
تھے۔ دفعتاً ہلکی سی سرسراہٹ سنائی دی اور اسٹیج والی دلیار پر ایک اسکرین نمودار ہوئی۔ پھر
مستب سے پروجیکٹر چلنے کی آواز آئی تھی۔ اسکرین پر بڑے بڑے حروف میں ذیر امین لکھا ہوا
نظر آیا۔ حروف وحند کے میں مدغم ہو گئے۔ اور اُسی دھندلے سے ایک منظر ابھرا۔

کسی کھلے جنگل کا منظر تھا جو آہستہ آہستہ اسکرین پر پھیلاؤ اختیار کرتا رہا۔ جگہ جگہ مختصر سی
جھونپڑیاں دکھائی دیں۔ پھر نیم برہنہ جنگلیوں کی ٹولیاں نظر آئیں۔ اور ساتھ ہی کسٹری شروع
ہو گئی۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں واٹیری قبائل آباد ہیں۔ راستے اتنے دشوار گزار ہیں کہ ہم
سے پہلے کسی مذہب آدمی کے قدم یہاں نہیں پہنچے اور نہ یہ واٹیری ہی مذہب دنیا تک پہنچ
سکے۔ ان پر قابو پانا مشکل تھا۔ لہذا ان کے علاقوں میں سب سے پہلے ذیر امین بھیجا گیا۔"

مبصر خاموش ہو گیا۔ قلم چلتی رہی۔ اسکرین پر ذیر امین دکھائی دیا۔ جو بڑے بڑے تلاء
درختوں کو جڑ سے اکھاڑ کر گراتا جا رہا تھا۔ واٹیری قبائل اس سے خوفزدہ ہو کر اوجھڑا کر ہٹا کر
رہے تھے۔

مبصر کی آواز پھر آئی۔

"اس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ واٹیریوں کو قابو میں کر کے انہیں اپنے
کار آمد بنایا جائے۔ کچھ واٹیری خائف ہو کر مذہب لوگوں کی طرف چلے گئے۔ ہم نہیں چاہتے تھے
کہ ایسا ہو۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ واٹیری ذیر امین کی برتری تسلیم کر لیں اور جہاں آباد ہیں
رکے رہیں۔ یہ بے حد دشوار کام تھا۔ انہیں کس طرح سمجھایا جاتا کہ ذیر امین ان کے
بھانپنے کی بجائے اُس کے آگے سر جھکا نہیں۔ اس کے لئے ہمیں کچھ نقلی واٹیری بنانے پڑے۔
مذہب دنیا سے فراہم کئے گئے تھے۔ انہوں نے ذیر امین کی پوجا شروع کر دی اور ذیر امین کے
خوراک کے لئے بڑے بڑے ہاتھی شکار کرنے لگے۔ بس ان نقلی جنگلیوں کی دیکھا دیکھی اسلحہ
واٹیری بھی رالہ پر لگ گئے اور وہی کرنے لگے جو ہم چاہتے تھے۔ آہستہ آہستہ ہم انہیں اپنے

کے قابل بناتے رہے اور اب وہ ہمارے لئے دن رات اٹھک محنت کر رہے ہیں۔"
اسکرین پر واٹیری درخت کاٹنے اور پتھر توڑتے ہوئے دکھائی دیے۔ پھر منظر بدلا۔
ایک اگلو نما بہت بری عمارت تعمیر ہو رہی تھی۔ واٹیری اس کیلئے کام کر رہے تھے اور ذیر امین ان
کی عمرانی کر رہا تھا۔ پھر منظر بدلا اور ذیر امین پہاڑ سے بڑے بڑے پتھر لٹکاتا ہوا نظر آیا۔
مبصر کی آواز پھر آئی۔

"یہ مقصد ہے ذیر امین کی تحقیق کا۔ مذہب دنیا کو ذیر امین کے بارے میں کچھ بھی نہ
معلوم ہو سکتا اگر کچھ واٹیری خوفزدگی کے عالم میں جنگل سے فرار نہ ہو گئے ہوتے۔ ہم قطعی
پس چاہتے تھے کہ ذیر امین کی پہچانی ہو۔ اور ہم خاموشی سے اپنا کام کرتے رہیں۔ یاد رکھو! ہم یہ
سب کچھ اس لئے کر رہے ہیں کہ زمین سے فتنہ و فساد کا خاتمہ ہو جائے اور یہ اُسی صورت میں
ممكن ہے جب سارے نئی نوع انسان ایک ہی نظریہ حیات کو تسلیم کریں۔ کیونکہ فتنہ و فساد کی
رہل و نہ نظریات کا اقتضاد اور اختلاف ہے۔ اگر ایک ہی نظریہ حیات پر سب متفق ہو جائیں تو دنیا
ساتھ بن جائے گی۔ اس کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں گورے کالے کا فرق
ختم جائے گا اور وہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے اپنی منزل کی طرف گامزن
ہوں گے۔ ہماری ایجادات حیرت انگیز ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہم نے مسٹر علی عمران کے تعاون
سے اپنے ایک انتہائی تلاء کن حربے کا تجربہ کیا تھا۔ ہم مسٹر علی عمران کے بے حد شکر گزار ہیں۔
حال اس حربے کا تجربہ کرنے کے لئے نو ہند جنگی طیارے کہاں سے فراہم کرتے۔ ہم تو اپنے
ہاتھ تلاء کرنے سے رہے۔ زیر ولینڈ کا سرمایہ بہت قیمتی ہے اور احتیاط سے صرف کیا جاتا ہے۔
حال مسٹر علی عمران کی کوششوں کے نتیجے میں سترائیہ کی ہوائی فوج کے دس ہند طیارے۔
آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیے۔"

مبصر کے خاموش ہوتے ہی اسکرین پر منظر بدل گیا! پکراں نیلگوں آسمان پر گمراہ حرکت
رہا۔ دفعتاً طیاروں کا شور سنائی دیا۔ اور دس ہند طیارے اسکرین پر دکھائی دیے اور مبصر کی
"آلی۔ آپ دیکھئے کہ یہ طیارے ایک ایک کر کے کس طرح غائب ہوتے ہیں۔ دو دیکھئے ایک
دو اور۔۔۔ دو دوسرا۔۔۔ وہ تیسرا۔۔۔ وہ چوتھا۔۔۔ وہ پانچواں۔۔۔"

اسکرین پر ایک ایک طیارہ غائب ہوتا رہا۔ پھر آخر میں ایک ہی رہ گیا۔"

دفعہ کمرے کی روشنی دوبارہ بجھ گئی۔ اور اسکرین روشن ہو گیا۔ پھر وہی زیر زمین۔ اس کی کارکردگی تفصیل سے دکھائی جا رہی تھی۔ کہیں وہ کام کرنے والے جنگیوں کی نگرانی کر رہا تھا کہیں بڑے بڑے اور بہت وزنی گاڑوں کا ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پہنچا رہا تھا۔ اور اچانک وہ کسی خوابگاہ میں ایک بستر کے قریب ٹھہرا نظر آیا۔ اور پھر بستر پر سونے والے شخص کا سر آپ دیکھ کر ہر فرد اپنی جگہ پر اٹھ بیٹھا۔ خود اس کی بھی یہی حالت ہوئی تھی جس کا ٹکڑا آپ تھا۔

”خدا عمارت کرے۔۔۔“ عمران اردو میں بڑبڑایا۔ کیونکہ یہ خود اسی کی اپنی تصویر تھی۔ خبر سوار ہوا تھا اور زیر زمین بیٹے پر ہاتھ پاندھے مودبانہ کھڑا غالباً اس کے بیدار ہونے کا منتظر تھا۔ ”اب کہو کہ یہ فوٹو گرافی کا کمال ہے۔“ مشاہدہ کی آواز کمرے میں گونجی۔ لیکن خاموشی رہی۔

کمرے میں پھر روشنی ہو گئی۔ قلم ختم ہو چکی تھی۔ ایک بار پھر وہ سب آنکھیں چھڑا کر عمران کو دیکھنے لگے۔ لیکن عمران شانوں کو جنبش دے کر بولا ”اگر تم لوگ جھگڑا ہی کرنا چاہتے ہو تو میں تیار ہوں۔۔۔“ کوئی کچھ نہ بولا۔ جوزف اور جیمسن پہلے سے زیادہ چاق و چوبند نظر آنے لگے تھے۔ لیکن تو مشاہدہ نے بھی خاموشی اختیار کر لی تھی۔

”میں نے تم سے کہا تھا کہ زیر لینڈ میرا ذاتی مسئلہ بھی ہے۔“ عمران نے ریتا کو مخاطبہ کیا۔ ”ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔“ ریتا نے طنز یہ لہجہ میں کہا۔ ”ہاں۔ تم خواہ مخواہ انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔“ جوزف جھلک رہا تھا۔ بات ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔

عمران اٹھ گیا۔ جوزف اور جیمسن بھی اٹھے۔ لیکن وہ چاروں بیٹھے رہے۔ کمرے کی راہداری میں پہنچ کر عمران اُن کی طرف مڑا۔۔۔ اور آہستہ سے بولا ”سیدھے اسی کمرے میں جہاں سے ہم لائے گئے تھے۔“ انہوں نے سروں کو جنبش دی اور اس کے پیچھے چل پڑے۔ عمارت پر سناٹا طاری ہو گیا تھا جیسے وہاں اُن کے علاوہ اور کوئی موجود نہ ہو کمرے میں پہنچ کر عمران نے اوپری آواز میں ”تم لوگوں کو میری کہانی یاد ہو گئی کہ کس طرح میں سنگ ہی سے لڑتا ہوں۔۔۔“

”نہیں اس کا مقصد واضح نہیں ہوا اور۔۔۔“ عمران ایک ایک خاموش ہو گیا۔ پھر وہ تیزی سے دائرے کی طرف جھپٹا اب وہ پھر اسی کمرے کی طرف جہاں قلم دیکھی تھی۔ جوزف اور جیمسن بھی اُنکے پیچھے لپکے۔۔۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔۔۔ وہ چاروں نظروں آگے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری عمارت چھان ماری لیکن نہ وہ چاروں مل سکے اور نہ وہیں کا کوئی فرد دکھائی دیا۔ پوری عمارت خالی پڑی تھی اور نکاسی کے سارے دروازے بند تھے۔ دیواروں کے اندر میکا کی دیوار پر سرکنے والے فولادی دروازے۔ جنہیں توڑا بھی نہیں جاسکتا تھا۔

”یہ کیا چکر ہے ہاں۔“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”کاش! پہلے ہی قتل آجاتی۔“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔ ”کچھ بتاؤ بھی تو۔۔۔“

”تم مقصد پاچہ رہے تھے۔“ عمران نے جیمسن سے کہا۔ ”اب سناؤ مجھے یقین کامل ہے کہ اس فراہمی واپس بھجوا دیے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کی گواہی جیسے جائیں۔ کیونکہ بزل کی اس مقیم ہے۔ اگر انہوں نے بزل کی کوان دستاویزی فلموں کے بارے میں بتا دیا تو جانتے ہو کیا ہو گا۔“

”تک۔۔۔ کیا ہو گا۔“

”میں زیر لینڈ کا ایجنٹ قرار دے دیا جاؤں گا۔ بات ہمارے ملک تک پہنچے گی۔ اور پھر۔۔۔“

”اور ہم جنگل میں پہنچا دیے جائیں گے۔ بن جائیں گے زیر لینڈ کے شہر کی اور دوبارہ اپنی واپس پہنچنے کی بجائے جنگل ہی میں مر کھ جائیں گے۔“ جیمسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”اور مشاہدہ کا کیا ہو گا پاس۔“ جوزف نے سوال کیا۔

”اسے واپس نہیں بھیجا جاسکتا۔ وہ خود ہی نہ جانا چاہے گا۔ کیونکہ اُس پر نگرانی کا اہتمام جاری ہے۔“

"جب تو ہم واقعی دشواری میں پڑ گئے ہیں۔"

"لو... دیکھا جائے گا۔" عمران نے لا پرواہی سے کہا۔

"سچ ہمارے پوزیشن خراب ہو گئی ہے۔" جنسن بولا "جنرل کی اسے حقیقت ہی سمجھے گا کیونکہ وہ آپ ہی کی فراہم کردہ معلومات سے متاثر ہو کر اپنے نو بعد ولیم سے چٹا کر اپکا ہے۔ پلٹ دیا ہے۔ قہر یہاں ہے۔"

"ہم اس لئے آئے تھے کہ ان لوگوں کے درمیان چھپے ہوئے خدایوں کو بے نقاب کریں لیکن اب ہم بھی انہی میں شامل کیے جائیں گے۔"

"بہت برا ہو ایسا۔" جوزف بولا۔

"کبے بیر لیس ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس صورت حال سے بھی نپٹ لیا جائے گا۔ شروع ہی سے دعویٰ کرتی ہے کہ مجھے زیر ولیم کا شہری بنا کر ہی دم لے گی اور میں اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ڈال دینے کا عہد کرنا آیا ہوں۔ لہذا ان میں سے کوئی نہ کوئی حادثہ ہو کر رہے گا۔" خدا کی پناہ... "جنسن کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا "ذرا میرے آرنکھ بٹاتے والے ہاتھ دیکھئے کیا یہ پتھر توڑنے کے قابل ہیں۔"

"ہو سکتا ہے جنہیں زیر ولیم کی لھر کی نصیب ہو جائے۔"

"اپنے لئے بھی کوئی عہدہ منتخب کر لو مسٹر عمران۔" وہی آواز پھر آئی۔ "فرائیسی وہاں بھجوا دیے جائیں گے تاکہ جنرل کیو کو تمہاری حیثیت سے آگاہ کر سکیں۔ تم خود تصور کرو کہ ان کے بعد تم جنگل سے واپسی کی ہمت کر سکو گے۔"

"یاد رہے جو کوئی بھی ہوسانے آئے آخر اتنا ڈرتے کیوں ہوں۔"

"ہم اہلکات کے پابند ہیں۔ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کرتے۔ ورنہ تمہاری یہ بات ضرور پوری کی جاتی۔" تاہم وہ آدمی کی آواز آئی۔

"ہمیں کب تک یہاں رہنا پڑے گا۔" عمران نے سوال کیا۔

"جب تک کوئی حکم نہ آئے۔"

"کیا حکم دینے والی یہاں سے جا چکی ہے۔"

"اس سوال کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔" آواز آئی۔

"میں اس عورت کی بات کر رہا ہوں جس نے مشام ہائے کچھ دیر گھنٹوں کی تھی۔"

"میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔"

"پھر ہماری یہاں سے روانگی کا حکم کون دے گا۔"

"ہیل کوارٹسے حکم آئے گا۔ میں اس مخصوص فرد کو نہیں جانتا جو حکم دے گا۔"

"اچھا تو اب اور کتنی دیر تک دماغ چاٹو گے۔"

"اب تم میری آواز نہیں سنو گے۔ ویسے ایک وارنگ دے رہا ہوں۔ راہ فرار تلاش کرنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔"

"اور اگر کوشش کریں ڈالی تو کیا ہو گا۔"

"تمہاری ہڈیوں تک کا پتہ نہیں چلے گا۔ بے بسی کی موت مر جاؤ گے۔"

"کھانے پینے کا کیا انتظام ہے۔۔۔ بھوک خاصی چرک اٹھی ہے۔"

"لیکن تلاش کر لو وہاں سب کچھ موجود ہے۔"

"شکریہ اب تم آرام کرو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ اور جنسن کو آنکھ مار کر مسکرایا بھی...! آواز پھر نہیں آئی تھی... وہ جانتے تھے کہ کچھ کہاں ہے... کچھ ہی دیر پہلے جب وہ ان ہاروں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے، لیکن بھی دیکھ لیا تھا لیکن اس وقت وہاں میز پر گرنا گرم کھانوں کی قاشیں موجود نہیں تھیں۔

"کمال ہے۔" جنسن ایک قاب کا اٹھکٹا اٹھا تا ہوا بولا "آج کل اچھے ہیں... زیر ولیم کی شہرت منگنی نہیں پڑے گی۔"

"بوتلوں کے بارے میں بھی پوچھ لیتے ہاں۔" جوزف گلوگیر آواز میں بولا۔

"تو خود ہی دوڑ کر پوچھ آ۔"

پھر انہوں نے کھانا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عمران نے محسوس کیا جیسے ہاتھ پاؤں کی جان نکل گئی ہو۔ جوزف اور جنسن نے بھی ہاتھ روک لئے تھے اور علاقہ میں گھومنے رہے تھے۔ گویا کھانے میں کسی ایسی شے کی آمیزش تھی جس نے ان کے اعصاب کو مفلوج کر دیا تھا۔ عمران نے اٹھنا چاہا۔ لیکن جنبش بھی نہ کر سکا۔ کچھ بولنا چاہا تو حلق سے آواز بھی نہ نکلی کیسے ہونٹ تک تو پہنچ نہیں تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہی دونوں آدمی چکن میں داخل ہوئے جو انہیں اسٹین گنیں دکھا کر پروٹیکشن روم میں لے گئے تھے۔ عمران سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ سمجھ بھی رہا تھا۔ لیکن ہاتھ جڑ نہیں ہلا سکتا تھا۔ دونوں نے اس کی بظلوں میں ہاتھ دیکر اٹھایا اور ٹانگہ ٹوٹی کر کے راہداری میں لائے۔ یہاں تین عدد مرلینوں والی کرسیاں پہلے سے موجود تھیں۔ ایک پر عمران کو بٹھا کر چکن میں داخل کیا۔ چلے گئے۔۔۔ پھر ایک برٹا جو جوزف اور جنسن کے ساتھ بھی ہوا۔

جوزف اور جنسن کی کرسیاں دونوں آگے دھکیل لے گئے۔ عمران نے انہیں کرسیوں سمیت اسی راہداری کے ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ عمران کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں اور کانوں پر بیٹیاں سی جا رہی تھیں۔ اور پھر وہ گہری نیند سو گیا۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو آسمان اُٹھ آیا۔ چمکیلی دھوپ دکھائی دی۔ لیکن یہ کیا۔۔۔ کیا وہ فضا میں اڑ رہا ہے۔ یو کھلا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔ جوزف اور جنسن قریب ہی پڑے ہوئے نظر آئے۔ پھر پروٹیکشن بھی سمجھ میں آئی۔ وہ کسی کیبل کار میں ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف سفر کر رہا تھا۔ اچھی بڑی اور کشادہ کیبل کار پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ کسی ریلوے ٹرین کا لڑبہ معلوم ہوتی تھی۔ فوس نے کھڑکی سے سر نکال کر نیچے دیکھا اور سردی لہر ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔ ہزاروں سال کی گہرائی نظر آرہی تھی۔

اس نے جوزف اور جنسن کو جھنجھوڑنا شروع کیا۔ اور پلاٹ فارم وہ دونوں بھی اٹھ بیٹھے۔

"ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ یہ کیا۔۔۔" جنسن یو کھلا کر بولا۔

"کیبل کار میں سفر ہو رہا ہے۔"

"آف فو۔۔۔ ہم شامہ مفلوج ہو گئے تھے۔" جنسن نے کہا اور زور زور سے ہاتھ ہلانے لگا۔

"اب تو ٹھیک ہے۔" وہ اپنے بازوؤں اور کانوں کا جائزہ لیتا ہوا بولا۔

کیبل کار کی تھی اور اس کا دروازہ خود بخود کھل گیا تھا۔

"اتر۔۔۔ میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔" عمران نے دونوں سے کہا۔

"سوچا تو اچھی طرح پاس۔" جوزف نے کہا۔ "شامہ ہم جنگل میں پہنچ گئے ہیں۔"

"میں اسے آپریٹ کر کے واپس بھی لے جا سکتا ہوں۔" جنسن نے کہا۔

"ایسی کوشش بھی نہ کرنا۔" کیبل کار کے ایک اہلکار سے آواز آئی۔ "تورن کار سبھی

تہارے پر چنے اڑ جائیں گے۔ چپ چاپ اتر جاؤ۔ تریو لینڈ کا ایئر سٹرل پونٹ تمہیں خوش آمدید کہتا ہے۔"

وہ چپ چاپ اتر گئے۔ اور حیران نگاہوں سے گرد و پیش کا جائزہ لینے لگے۔ کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے تھے۔ لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ انہیں دوسری جانب کی دھواں پڑا دکھاتا ہے یا آسمان کی طرف پرواز کر جاتا ہے۔

"بڑے پختہ۔۔۔" جنسن کر ہلا۔

"یکو اس مت کرو۔۔۔ نیچے اترنے کا راستہ تلاش کرو۔" عمران بولا۔

"نن۔۔۔ نیچے تو کھنا بیگن ہے۔۔۔ ام۔۔۔ مجھے شیر کی دھواں قطعی پسند نہیں آتی۔"

"اوھر سے پاس۔" جوزف نے ایک جانب اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور جنسن کی گدی پکڑ کر بولا۔ "اب کھنکو بھی۔"

ختم شد